ماہنامہ

احمدیہ گزٹ

کینیڈا

دسمبر 2019ء

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہوئے ہم دنیا کو بھی اس تعلیم اور آپ کے اُسوہ سے آگاہ کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے :

پس یہ مومن کا کام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کو جب پڑھے، آپ کے اُسوۂ حسنہ کو جب دیکھے تو جہاں اس پر عمل کرنے اور اسے اپنانے کی کوشش کرے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے کہ اس محسنِ اعظم نے ہم پر کتنا عظیم احسان کیا ہے کہ زندگی کے ہر پہلو کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق عمل کر کے دکھا کر اور ہمیں اس کے مطابق عمل کرنے کا کہہ کر خدا تعالیٰ سے ملنے کے راستوں کی طرف ہماری رہنمائی کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معیار حاصل کرنے کے راستے دکھا دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری کا احساس مومنین میں پیدا کیا جس سے ایک مومن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سب باتیں تقاضا کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہوئے ہم دنیا کو بھی اس تعلیم اور آپ کے اُسوہ سے آگاہ کریں۔ آپ کے حسن و احسان سے دنیا کو آگاہ کریں۔ جب بھی غیروں کے سامنے آپ کی سیرت کے پہلو آئے تو وہ لوگ جو ذرا بھی دل میں انصاف کی رمق رکھتے تھے، وہ باوجود اختلافات کے آپ کی سیرت کے حسین پہلوؤں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ آج کل اسلام کے مخالفین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ لوگ یا تو انصاف سے خالی دل لئے ہوئے ہیں یا آپ کی سیرت کے حسین پہلوؤں کو جانتے ہی نہیں اور اس کے لئے کوشش کرنی بھی نہیں چاہتے۔ پس دنیا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے آگاہی دینا بھی ہمارا کام ہے۔ اس کے لئے ہر قسم کا ذریعہ ہمیں استعمال کرنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ اکتوبر ۲۰۱۲ مطبوعہ سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۲، صفحہ ۵)

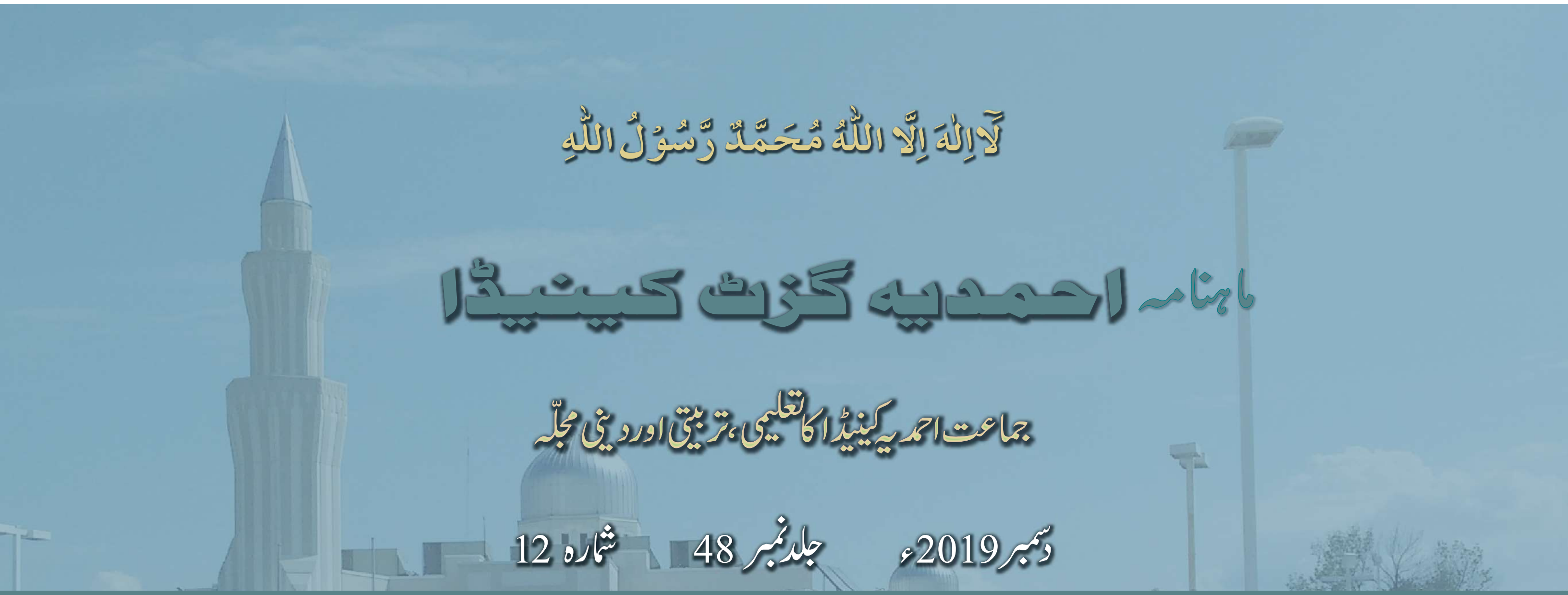

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

دسمبر 2019ء جلد نمبر 48 شمارہ 12

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
☆	دین کے لئے مالی قربانی کی اہمیت از مکرم مولانا عطاء المجیب راشدؔ صاحب	10
☆	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذہبی رواداری از مکرم جمیل احمد بٹ صاحب	13
☆	حضرت امام ابنِ ماجہ رحمہ اللہ علیہ از مکرم مولانا سلطان نصیر احمد صاحب	18
☆	حضرت صوفی کرم الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر ذکرِ خیر از مکرم مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب	19
☆	امن کا راستہ: وطن سے وفاداری از مکرم طارق حیدر صاحب	20
☆	قرض لینے والے کس قسم کا نمونہ دکھائیں؟	21
☆	رپورٹ مساعی جامعہ احمدیہ کینیڈا بابت ماہ ستمبر و اکتوبر 2019ء	23
☆	منصفانہ معاشرہ کیسے تشکیل دیا جا سکتا ہے؟ واٹرلو یونی ورسٹی میں انتالیسویں بین المذاہب کانفرنس کا احوال	26
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	35
☆	تصاویر: شعبہ تصاویر کینیڈا	

نگران

ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری
نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca
Tel: 905-303-4000 ext. 2241
www.ahmadiyyagazette.ca

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ○ ☆

(سورۃ الاحزاب 57:33)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

☆ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف کے لئے یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے یعنی آپؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف، تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگزاری کے طور پر درود بھیجیں۔''

(ملفوظات۔ جلد اول، صفحہ 24)

عَنۡ مَالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثۡتُ لِاُ تَمِّمَ حُسۡنَ الۡاَخۡلَاقِ وَفِیۡ رِوَایَۃٍ عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بُعِثۡتُ لِاُ تَمِّمَ مَکَارِمَ الۡاَخۡلَاقِ۔

(موطا امام مالک۔ باب فی حسن الخلق صفحہ 364، السنن الکبریٰ مع جواھرالنقی کتاب الشھادۃ باب بیان مکارم الاخلاق صفحہ 192/10 بحوالہ حدیقۃ الصالحین ۔ حدیث 28 ، صفحہ 50-51)

حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ یعنی میں اچھے اور اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔

اتمّ اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سید الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

’’وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتمّ اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سید الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اُس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔ ...

اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد ہمارے مولیٰ ہادی نبی اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔‘‘

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن، جلد 5 صفحہ 160-162)

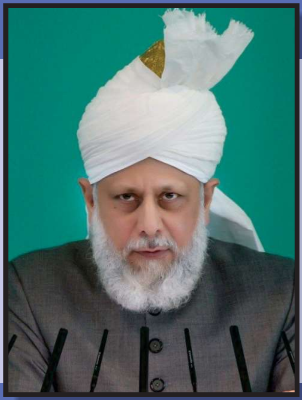

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ارشادفرمودہ خطباتِ جمعہ ستمبر 2019ء کے خلاصہ جات

خطبہ جمعہ فرمودہ 06 ستمبر 2019ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 06 ستمبر 2019 کو مسجد مبارک اسلام آباد، ٹلفورڈ، سرے، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشادفرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گذشتہ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر جاری رکھتے ہوئے آپ کی سیرتِ مبارکہ سے مزید واقعات وروایات بیان فرمائیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جب عبداللہ بن ابی کے کہنے پر اس کے حلیف قبیلہ بنوقینقاع نے مسلمانوں سے جنگ کی تو عبادہ بھی عبداللہ بن ابی کی طرح ان کے حلیف تھے۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر ان کے حلیف ہونے سے بری ہوگئے۔ اس پر سورۃ المائدہ کی آیت 52 نازل ہوئی جس میں یہود ونصاریٰ کی دوستی سے مومنوں کو منع فرمایا گیا ہے۔ اِس آیتِ کریمہ کی وضاحت کرتے ہوئے حضورِانور نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کبھی بھی کسی عیسائی یا یہودی کو فائدہ پہنچانے والی بات نہیں کرنی۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو یہودی یا عیسائی تمہارے ساتھ حالتِ جنگ میں ہیں ان سے دوستیاں نہ کرو۔ سورۃ الممتحن آیت 9 میں ارشاد ہے کہ اللہ تمہیں ان سے نیکی اور عدل سے نہیں روکتا۔

حضورِانور نے امتِ مسلمہ کی موجودہ حالت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلی آیت میں واضح فرمایا ہے کہ کمزوری، خوف اور بزدلی کی وجہ سے غیر مسلموں سے تعلقات نہیں رکھنے۔ تمہارا اللہ پر توکل ہونا چاہئے۔ لیکن آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان حکومتیں بدقسمتی سے ان ہی غیر لوگوں کی گودوں میں گر رہی ہیں اور ان سے خوف زدہ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مسلمان حکومتوں کو عقل دے۔

حضورِانور قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب 'سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم' کی روشنی میں بنو قینقاع سے لڑائی اور ان کی جلاوطنی کی تفاصیل پیش فرمائیں۔ جنگِ بدر کے بعد مدینے کے یہود کی مخفی آتش حسد بھڑک اٹھی اور انہوں نے برملا کہنا شروع کر دیا کہ قریش کے لشکر کو شکست دینا کون سی بڑی بات تھی۔ ہمارے ساتھ مقابلہ ہو تو ہم بتا دیں گے کہ کس طرح لڑا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر انہوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے اسی قسم کے الفاظ کہے۔

آنحضرت ﷺ نے یہود کی ہر طرح کی دل جوئی کی کوشش کی۔ ایک مرتبہ کسی یہودی نے ایک صحابی کے سامنے حضرت موسیٰ کی تمام انبیاء پر فضیلت بیان کی۔ صحابی کو غصہ آ گیا، انہوں نے یہودی کے ساتھ کچھ سختی کی اور آنحضرت ﷺ کو افضل الرسل بیان کیا۔ جب آپؐ کو اس واقعے کا علم ہوا تو آنحضور ﷺ نے اس صحابیؓ کو تنبیہ فرمائی، اور حضرت موسیٰ کی ایک جزوی فضیلت بیان کر کے یہودی کی دل داری فرمادی۔ مگر نرمی اور شفقت کے اس سلوک کے باوجود یہود کی طرف سے آخر جنگ کا باعث بن گئی۔ کیا ہوگیا۔ مدینے کے یہود میں بنوقینقاع سب سے زیادہ طاقت ور اور بہادر تھے۔ سو ان ہی کی طرف سے سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہونے والے معاہدے کو توڑا گیا۔

ہوا کچھ یوں کہ ایک مسلمان عورت کسی یہودی کی دکان پر خریداری کے لئے گئی۔ اس دکان دار اور اس کے ساتھیوں نے نہایت اوباشانہ طریق پر اس مسلمان خاتون کو چھیڑا۔ یہاں تک کہ اس عورت کی لاعلمی کے عالم میں اس کے تہ بند کے نچلے کونے کو کسی کانٹے یا ہک وغیرہ سے ٹانک دیا۔ جب وہ عورت اٹھی تو بے لباس ہوگئی۔ یہودی دکان دار اور اس کے ساتھیوں نے اس موقع پر قہقہہ لگایا اور ہنسنے لگے۔ مسلمان خاتون نے شرم کے مارے چیخ ماری اور مدد چاہی۔ ایک مسلمان مدد کے لئے لپکا اور لڑائی شروع ہوگئی جس میں یہودی دکان دار مارا گیا۔ اس بات پر اس مسلمان پر چاروں طرف سے تلواریں برس پڑیں اور وہ غیور مسلمان وہیں پر ڈھیر ہوگیا۔ اس واقعے کے نتیجے میں مسلمان اور یہود آمنے سامنے ہوگئے اور بلوے کی صورت پیدا ہوگئی۔

ایسی صورتِ حال میں آنحضرت ﷺ نے بنوقینقاع کے رؤسا کو جمع کیا اور ان کو سمجھایا کہ یہ طریق اچھا نہیں۔ لیکن ان رؤسا نے شرمندہ ہونے کے بجائے نہایت متکبرانہ جواب دیا اور جنگ کی دھمکی دہرائی۔ ناچار آپؐ صحابہ کی ایک جمعیت کو لے کر بنوقینقاع کے قلعوں کی طرف روانہ ہوئے۔ جنگ کا اعلان ہوا اور اس دور کے دستور کے مطابق بنوقینقاع اپنے قلعوں میں بند ہو کر بیٹھ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کیا اور یہ محاصرہ پندرہ دن برابر جاری رہا۔ جب بنوقینقاع کا سارا زور اور غرور ٹوٹ گیا تو انہوں نے اس شرط پر قلعوں کے دروازے کھول دیئے کہ ان کے اموال مسلمانوں کے ہو جائیں گے مگر ان کی جانوں اور اہل وعیال پر مسلمانوں کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ موسوی شریعت کے مطابق یہ سب لوگ واجب القتل تھے لیکن آنحضرت ﷺ کی رحیم وکریم طبیعت نے اس زمانے کے حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک نرم فیصلہ فرمایا کہ یہ لوگ مدینے سے چلے جائیں۔ چنانچہ بنوقینقاع بڑے اطمینان کے ساتھ شام کی طرف چلے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے اِن کی روانگی اور نگرانی کی ذمہ داری عبادہ بن صامتؓ کے سپرد فرمائی۔

حضرت عبادہؓ سے ایک روایت یہ ملتی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے کسی آدمی کو میرے سپرد کیا کہ اس کو قرآن پڑھاؤں اور دینی تعلیم سکھاؤں۔ وہ شخص جاتے ہوئے آپ کو ایک قیمتی کمان تحفہ دے گیا۔ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کمان کی نسبت دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ تمہارے کندھوں کے درمیان ایک انگارہ ہے جو تم نے لٹکایا ہوا ہے۔

حضورِانور نے فرمایا کہ اس روایت میں ان لوگوں کے لئے بھی راہنمائی ہے جو انفرادی طور پر قرآن کریم پڑھانے کو ذریعہ آمد

بنالیتے ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میری امت کے شہید کون لوگ ہیں۔ عبادہؓ نے عرض کی کہ جو بہادری اور ثابت قدمی سے مقابلہ کرنے والا ہو وہ شہید ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اس طرح تو میری امت کے شہید بہت تھوڑے رہ جائیں گے اور پھر آپؐ نے اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے، طاعون سے مرنے والے، غرقِ آب ہونے والے، پیٹ کی بیماری سے مرنے والے کو شہید قرار دیا نیز فرمایا کہ نفاس کی حالت میں مرنے والی عورت بھی شہید ہے۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت عبادہ بن صامتؓ کا حضرت امیر معاویہؓ سے کچھ اختلاف ہو گیا۔ جس پر حضرت عثمانؓ نے عبادہؓ کو شام کے علاقے سے واپس بلوالیا۔

حضورِ انور نے گذشتہ خطبے کے حوالے سے حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ہونے والے اسی قسم کے اختلاف کا اشارۃً ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرت عبادہؓ کا ایک مقام تھا وہ بعض باتوں کی تشریح کر سکتے تھے کیوں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے براہِ راست یہ باتیں سنی ہوئی تھیں۔ لیکن ہر ایک کا یہ کام نہیں کہ اس طرح اختلاف کرتا پھرے۔ بنیادی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز نہیں کرنا۔ یہی ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور پھر اطاعت کے دائرے کے اندر رہنا چاہئے۔

حضرت عبادہؓ نے اپنے بیٹے ولید کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! اللہ سے ڈر اور جان لے کہ تو ہرگز اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں کر سکتا جب تک کہ تو اللہ پر اور خیر و شر کی تقدیر پر ایمان نہ لائے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عبادہؓ کی بیوی حضرت امِ حرام بنت ملحانؓ کے گھر تشریف لایا کرتے۔ ایک مرتبہ آپؐ ان کے گھر آئے، انہوں نے آپؐ کو کھانا کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے اور کچھ دیر بعد مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت امِ حرامؓ کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ میری امت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جنگ کے لئے نکلے ہوئے ہیں۔ وہ سمندر میں سوار ہیں گویا تختوں پر بیٹھے ہوئے بادشاہ ہیں۔ حضرت امِ حرامؓ نے درخواست کی کہ حضور ﷺ دعا کریں کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کرے۔ دوسری بار پھر آپؐ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور حضرت امِ حرامؓ کے استفسار پر پہلی دفعہ والی بات ہی دہرائی۔ امِ حرامؓ نے دوبارہ دعا کی درخواست کی تو رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا تو تو ان میں سے ہو چکی ہے۔ چنانچہ آپؓ بعد کے زمانے میں سمندری سفر میں شامل ہوئیں اور جب سمندر سے باہر آئیں تو اپنی سواری سے گر کر فوت ہوئیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت امِ حرامؓ سے آپؐ کا ایک محرم رشتہ تھا اس لئے آپؐ ان کے گھر جایا کرتے تھے۔

جنادہ بن ابو امیہ حضرت عبادہؓ سے ان کی بیماری میں ملے تو آپ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس بات پر بیعت لی کہ ہم خوشی اور غم اور تنگ دستی اور خوش حالی کی صورت میں سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اسی طرح صنابحی سے روایت ہے کہ عبادہؓ نے انہیں بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اس پر آگ حرام ہے، یعنی وہ مسلمان ہے۔

حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات بلند فرمائے جنہوں نے ہمیں بعض ایسی باتیں پہنچائیں جو روحانی علم کے علاوہ عملی زندگی گذارنے کے لئے بھی ضروری تھیں۔

آخر میں حضورِ انور نے تین مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

پہلے مرحوم سیریا کے سعید سوقیا صاحب تھے۔ آپ کی وفات 18 اپریل کو ہوئی تھی۔ اِنا لِلہِ وانا اِلیہِ راجعون۔

دوسرا جنازہ تیونس کے مکرم الطیب العبیدی صاحب کا تھا۔ آپ 26 جون کو 70 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنا لِلہِ وانا اِلیہِ راجعون۔

تیسرا جنازہ محترمہ امۃ الشکور بیگم صاحبہ کا تھا۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ 3 ستمبر کو 79 سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ اِنا لِلہِ وانا اِلیہِ راجعون۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں اور اگلی نسل کو بھی خلافت اور جماعت سے ہمیشہ وفا کے ساتھ تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 13 ستمبر 2019ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13 ستمبر 2019ء کو اجتماع گاہ مجلس انصار اللہ برطانیہ، کنٹری مارکیٹ بورڈن ہمپشئر میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ بدری صحابہؓ کے بیان کا جو سلسلہ میں نے شروع کیا ہوا ہے آج بھی وہی بیان کروں گا۔

لیکن اس سے پہلے انصار اللہ کو اجتماع کے حوالے سے یہ بھی بتا دوں کہ وہ صحابہ انصار بھی تھے اور مہاجر بھی۔ انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کیں۔ قربانی، تقویٰ، اور اخلاص و وفا کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔ آپ میں سے اکثر جو یہاں موجود ہیں وہ انصار بھی ہیں اور مہاجر بھی، اس لحاظ سے اپنے جائزے لیتے رہیں کہ ہمارے سامنے جو نمونے پیش کئے گئے تھے ان پر ہم کس حد تک عمل کرنے والے ہیں۔

اس تمہید کے بعد حضورِ انور نے سب سے پہلے حضرت نعمان بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمایا۔ آپؓ کا نام نعمان بھی بیان کیا جاتا ہے۔ انہوں نے بیعتِ عقبہ ثانیہ میں ستر انصار کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ آپؓ نے غزوہ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں شرکت کی۔ ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کی نسبت فرمایا کہ نعمان کے لئے سوائے خیر کے کچھ نہ کہو کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ آپؓ کی وفات حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ حکومت میں 60 ہجری میں ہوئی۔

حضرت نعمانؓ کی طبیعت میں مزاح تھا، آپؓ مذاق کیا کرتے تھے۔ اس ضمن میں حضورِ انور نے ایک واقعہ پیش فرمایا کہ جب حضرت ابو بکرؓ تجارت کی غرض سے ملکِ شام کے علاقے بصری گئے تو حضرت نعمانؓ اور سویبط بن حرملہ آپ کے ہم راہ تھے۔ یہ دونوں صحابہ آپس میں بے تکلف تھے۔ حضرت نعمان زادِ راہ پر متعین تھے۔ ایک موقع پر حضرت ابو بکرؓ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ سویبط نے نعمان سے کہا کہ مجھے کھانا کھلا۔ آپ نے جواب دیا کہ جب تک حضرت ابو بکرؓ نہیں آئیں گے، کھانا نہیں دوں گا۔ سویبط نے اس پر کہا کہ پھر میں ایسی بات کروں گا جس سے تمہیں غصہ آئے۔ چنانچہ انہوں نے ایک قوم سے کہا کہ کیا تم میرا غلام خریدو گے؟ لیکن وہ ہے بہت بولنے والا۔ وہ یہی کہے گا کہ میں آزاد ہوں۔ اس قوم سے دس اونٹنیوں کے عوض سودا ہو گیا۔ جب انہوں نے نعمانؓ کے گلے میں رسی ڈالی تا کہ غلام بنا کے لے جائیں تو نعمانؓ نے کہا یہ شخص مذاق کر رہا ہے میں تو آزاد ہوں، لیکن وہ قوم نہ مانی۔ جب ابو بکرؓ واپس تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کو سارا قصہ سنایا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس قوم کو ان کی اونٹنیاں واپس کیں اور نعمانؓ کو آزاد

کرایا۔ جب یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آئے اور آپؐ کو یہ سارا قصہ سنایا تو آپؐ اور صحابہ بہت محظوظ ہوئے۔ تقریباً ایک سال تک اس لطیفے کا چرچا رہا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نعمان کی باتوں سے محظوظ ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت کے مطابق آپؐ کے پاس ایک بدو آیا جس نے اپنا اونٹ مسجد کے صحن میں بٹھا دیا۔ صحابہ نے نعمانؓ سے کہا کہ اگر تم اس اونٹ کو ذبح کر دو تو ہم اسے کھائیں۔ حضرت نعمانؓ نے ان کی باتوں میں آکر اونٹ ذبح کر دیا۔ جب بدو مسجد سے نکلا اور اپنے اونٹ کو اس حال میں دیکھا تو وہ چلایا۔ آنحضور ﷺ باہر تشریف لائے، کسی نے بتایا کہ اسے نعمانؓ نے ذبح کیا ہے۔ آپؐ نعمان کی تلاش میں نکلے۔ جہاں آپ چھپے ہوئے تھے وہاں ایک شخص نے اِن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بلند آواز سے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے نعمان کہیں نظر نہیں آرہا۔ آپؐ نے نعمانؓ کو باہر نکالا اور دریافت فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ آپؓ نے عرض کی کہ جنہوں نے آپ کو میرے بارہ میں خبر دی ہے انہوں نے ہی مجھے اکسایا تھا۔ اِن لوگوں نے مجھے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ بعد میں اس کا تاوان دیدیں گے۔ حضور ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور نعمانؓ کے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے چھوا اور بدو کو اس کے اونٹ کی قیمت ادا کر دی۔

مدینے میں جب کوئی پھیری والا آتا تو نعمانؓ اس سے چیز لے کر رسول اللہ ﷺ کو پیش کر دیتے کہ یہ میری طرف سے تحفہ ہے۔ جب چیز کا مالک قیمت کا مطالبہ کرتا تو آپ اسے آنحضرت ﷺ کے پاس لے آتے اور کہتے کہ اسے اس کے مال کی قیمت ادا کریں۔ آپؐ دریافت فرماتے کہ یہ تو تحفہ نہیں تھا؟ تو نعمان عرض کرتے کہ میرے پاس اس چیز کی ادائیگی کے لئے کوئی رقم نہیں تھی تاہم میرا شوق تھا کہ آپؐ یہ چیز استعمال فرمائیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ مسکراتے اور قیمت ادا فرما دیتے۔

دوسرا ذکر حضرت خبیب بن اساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ آپ کا تعلق انصار کے قبیلے خزرج کی شاخ بنوجشم سے تھا۔ ہجرتِ مدینہ کے وقت گو آپ مسلمان نہ تھے تاہم پھر بھی انہیں مہاجرین کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ آپؓ غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ مدینے میں سکونت کے باوجود آپ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا حتی کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر کے لئے روانہ ہوگئے۔ تب راستے میں خبیب نبی کریم ﷺ سے جاملے اور اسلام قبول کیا۔ حضورِ انور نے صحیح مسلم اور اس کی شروحات، نیز مسند احمد بن حنبل میں مرقوم حضرت خبیبؓ کے اپنے بیان کی روشنی میں آپ کے قبولِ اسلام کی تفاصیل پیش فرمائیں۔

غزوہ بدر میں خبیبؓ نے قریشِ مکہ کے سردار امیہ بن خلف کو قتل کیا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں کہ بدر کے روز شکست کے بعد مجھے امیہ بن خلف ملا۔ وہ زمانہ جاہلیت میں میرا دوست تھا۔ امیہ کے ساتھ اس کا بیٹا علی بھی تھا۔ امیہ نے مجھے دیکھ کر میرے جاہلیت کے نام عبد عمرو سے پکارا اور پرانی دوستی کا حوالہ دے کر مدد کا طلب گار ہوا۔ عبدالرحمٰنؓ نے مدد کی حامی بھری اور ان دونوں کو لے کر چل پڑے۔ راستے میں حضرت بلالؓ نے امیہ کو دیکھ لیا۔ یہ شخص حضرت بلالؓ کو اسلام سے پھیرنے کے لئے بڑا عذاب دیا کرتا تھا۔ حضرت بلالؓ نے زور سے آواز لگائی کہ اے اللہ کے انصار! یہ کافروں کا سردار امیہ بن خلف ہے اگر یہ بچ گیا تو سمجھو کہ میں نہیں بچا۔ یہ سن کر انصاری دوڑ یا وران تینوں کو گھیر لیا۔ بلال نے تلوار کے وار سے امیہ کے بیٹے کو قتل کر دیا اور پھر انصاری صحابہ نے تلواروں کے وار سے ان دونوں کو کاٹ ڈالا۔

ابنِ ہشام کے مطابق امیہ کو حضرت معاذ بن عفرا، خارجہ بن زید اور ان ہی صحابی جن کا ذکر ہو رہا ہے یعنی خبیب بن اساف نے مل کر قتل کیا تھا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ بعض واقعات کی تفصیل کا اس صحابی سے جس کا ذکر ہو رہا ہو براہِ راست تعلق نہیں ہوتا لیکن میں اس لیے ذکر کر دیتا ہوں تاکہ ہمیں تاریخ کا بھی کچھ کچھ علم ہو جائے۔

حضرت خبیبؓ کے پوتے خبیب بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ غزوہ بدر کے روز میرے دادا خبیب کو ایسا زخم آیا کہ ان کی پسلی ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ پر اپنا لعابِ مبارک لگایا۔ جس کے نتیجے میں خبیبؓ چلنے لگے۔ ایک دوسری روایت میں حضرت خبیبؓ خود بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن ان کے کندھے پر بڑا گہرا زخم آیا جو پیٹ تک پہنچ گیا اور اس کے نتیجے میں آپؓ کا ہاتھ لٹک گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ اپنا لعابِ مبارک لگایا اور اسے ساتھ جوڑ دیا جس کے نتیجے میں آپ کا زخم بالکل ٹھیک ہو گیا۔

ایک قول کے مطابق حضرت خبیبؓ کی وفات حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی جبکہ ایک دوسری روایت میں آپ کے حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں وفات پانے کا ذکر ہے۔

خطبہ جمعہ کے اختتام پر حضورِ انور نے تین مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

اِن میں پہلا ذکر محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سید محمد سرور صاحب، ربوہ کا تھا۔ آپ 24 اگست کو 74 برس کی عمر میں وفات پا گئیں تھیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم فتح محمد صاحب کے ذریعے ہوا تھا۔ جنہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت قاضی محمد اکبر صاحبؓ کے ذریعے بیعت کی سعادت پائی تھی۔ حضرت قاضی محمد اکبر صاحبؓ نے 1894ء میں چاند اور سورج گرہن کا نشان دیکھ کر اپنے علاقے اور خاندان کے افراد کو امام مہدی کی آمد سے آگاہ کیا تھا۔

مرحومہ 1/8 حصہ کی موصیہ تھیں۔ آپ کے پانچ بیٹوں کو بطور واقفینِ زندگی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ جن میں سے ایک مکرم محمد زکریا صاحب لائبیریا میں مبلغ ہیں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ زکریا صاحب والدہ کی وفات پر جا بھی نہیں سکے اور انہوں نے بڑے اچھے صبر کا نمونہ دکھایا اپنی ڈیوٹی باقاعدگی سے انجام دیتے رہے۔

دوسرا ذکر مکرم محمد شمشیر خان صاحب صدر جماعت ناندی فجی کا تھا۔ آپ 5 ستمبر کو وفات پا گئے تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ جماعت فجی کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لمبا عرصہ جماعتی خدمت کی توفیق ملی۔

تیسرا جنازہ محترمہ فاطمہ محمد مصطفیٰ صاحبہ کردستان حال ناروے کا تھا۔ ان کی وفات 13 جون کو ہوئی تھی۔ انا للہ انا الیہ راجعون۔ آپ کو 2014ء میں بیعت کی توفیق ملی تھی۔ حضورِ انور نے مرحومہ کے قبولِ احمدیت کا واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا۔

آخر میں حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین

خطبہ جمعہ فرمودہ 20 ستمبر 2019ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20 ستمبر 2019 کو مسجد بیت الفتوح مورڈن، لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بدری صحابہؓ کے ذکر میں آج جن کے ذکر سے شروع کروں گا وہ ہیں حضرت یزید بن رقیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپؓ کا تعلق قریش کے خاندان بنو اسد بن حزیمہ سے تھا۔ جنگِ بدر سمیت تمام غزوات میں شمولیت کی توفیق ملی۔ حضرت یزید بن رقیشؓ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ یہ جنگ 11 ہجری اور بعض مورخین کے نزدیک 12 ہجری

میں ہوئی تھی۔حضورِ انور نے اس جنگ کی بعض تفاصیل پیش فرمائیں۔

یہ جنگ مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے مقام پر لڑی گئی تھی۔حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عکرمہؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ کیا اور اس کی مدد کے لئے حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کی سربراہی میں ایک اور لشکر بھجوایا۔حضرت عکرمہؓ نے شرحبیل کی آمد سے پیشتر لڑائی شروع کی اور شکست کھائی۔جب حضرت ابوبکرؓ کو اس شکست کی اطلاع ملی تو آپؓ نے عکرمہ کو لکھا کہ شکست خوردہ حالت میں مدینہ واپس نہ آنا کہ یوں لوگوں میں بزدلی پیدا ہوگی بلکہ اہلِ عمان اور مہرہ اور یمن اور حضر موت کے باغیوں کے ساتھ جا کر لڑائی کرو۔نیز حضرت شرحبیلؓ کو لکھا کہ خالد بن ولیدؓ کے آنے تک ٹھہرے رہو۔حضرت ابوبکرؓ نے مسیلمہ کے مقابلے کے لیے انصار و مہاجرین کی ایک بڑی تعداد حضرت خالدؓ کی کمان میں روانہ فرمائی۔اس جنگ میں مسلمانوں اور مسیلمہ کے لشکروں کی تعداد بالترتیب تیرہ ہزار اور چالیس ہزار تھی۔جب مسیلمہ کو حضرت خالدؓ کی آمد کا علم ہوا تو اس نے عقربا مقام پر پڑاؤ ڈالا اور لوگوں کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔اسی دوران مجاعہ بن مرارہ جنگ کی نیت سے ایک گروہ کے ساتھ باہر نکلا تو مسلمانوں نے اسے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا۔مسیلمہ کے بیٹے شرحبیل کی انگیخت پر اس قبیلے نے مسلمانوں سے جنگ کی۔گھمسان کا رن پڑا، وہ جنگ ایسی تھی کہ اس سے قبل مسلمانوں کو ایسی جنگ کا کبھی سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔اس جنگ میں حضرت سالمؓ، حضرت ابو حذیفہؓ اور حضرت زید بن خطابؓ جیسے معزز صحابہ شہید ہوئے۔مسیلمہ ابھی تک اپنی جگہ پر قائم تھا۔حضرت خالدؓ نے اندازہ لگا لیا کہ جب تک مسیلمہ زندہ ہے یہ جنگ نہیں رکے گی۔آپؓ باہر نکلے اور مبارزت کا نعرہ یا محمداہ بلند کیا۔جو بھی خالدؓ کے مقابل پر آیا، قتل ہوا۔جب حضرت خالدؓ نے مسیلمہ کو مقابلے کے لئے پکارا تو وہ نہ آیا اور اپنے ساتھیوں سمیت باغ میں جا چھپا۔مسلمان حکمت کے ساتھ باغ میں داخل ہوئے اور ایک بار پھر زوروں کی جنگ شروع ہوگئی۔بالآخر وحشی اور ایک انصاری نے مشترکہ طور پر مسیلمہ کذاب کو قتل کر دیا۔حضرت خالدؓ اور مجاعہ کے درمیان مذاکرات ہوئے اور مجاعہ کی شاطرانہ چال کے باعث اس بات پر صلح ہوئی کہ تمام سونا، چاندی، مویشی اور نصف لونڈی و غلام حضرت خالدؓ کے قبضے میں دیئے جائیں گے۔جنگِ یمامہ میں صحابہ کرام کی بکثرت شہادتوں کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے تدوینِ قرآن کا حکم صادر فرمایا۔

دوسرے صحابی جن کا حضورِ انور نے ذکر فرمایا ان کا نام حضرت عبداللہ بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔آپؓ کا تعلق قبیلہ بنو عامر بن لوئی سے تھا اور انہیں حبشہ اور مدینہ دونوں ہجرتوں میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔رسول اللہ ﷺ نے ان کی مواخات حضرت فروہ بن عمرو انصاریؓ کے ساتھ قائم فرمائی۔عبداللہ بن مخرمہؓ کو غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں شمولیت کی سعادت ملی۔جنگِ یمامہ میں شہادت کے وقت آپؓ کی عمر اکتالیس برس تھی۔حضرت عبداللہ بن مخرمہؓ کا جذبہ شہادت بہت بڑھا ہوا تھا۔چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے کہ مجھے اس وقت تک وفات نہ دینا جب تک اپنے جسم کے ہر جوڑ پر خدا کی راہ میں زخم نہ دیکھ لوں۔آپؓ بہت زیادہ عبادت گذار تھے۔حضورِ انور نے ابنِ عمر کی بیان کردہ ایک روایت پیش فرمائی جس سے علم ہوتا تھا کہ جنگ کے درمیان شہادت کے وقت حضرت عبداللہ بن مخرمہؓ روزے کی حالت سے تھے۔

تیسرے صحابی حضرت عمرو بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضورِ انور نے تذکرہ فرمایا۔آپ کا تعلق انصار کے قبیلے اوس کی شاخ بنو ضبیعہ سے تھا۔حضرت معبد غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں شامل ہوئے۔غزوہ حنین کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے سو صحابہؓ میں آپؓ بھی شامل تھے۔

چوتھے صحابی جن کا حضورِ انور نے تذکرہ فرمایا ان کا نام حضرت نعمان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔آپؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو غنم سے تھا۔ان کی چال میں لنگڑا پن پایا جاتا تھا۔آپؓ کو غزوہ احد میں صفوان بن امیہ نے شہید کیا تھا۔ایک روایت کے مطابق بروزِ شہادت حضرت نعمانؓ نے دعا کی تھی کہ اے میرے رب! ابھی سورج غروب نہیں ہوگا کہ میں اپنے لنگڑے پن کے ساتھ جنت کی سرسبزی میں چل رہا ہوں گا۔چنانچہ وہ اسی روز شہید ہوگئے۔

ایک مرتبہ حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میں فرض نمازیں ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں اور حرام چیزوں کو حرام اور حلال کو حلال قرار دوں اور اس سے کچھ زیادہ نہ کروں، تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔

اسی طرح ایک دفعہ آپؓ مسجد میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔آپؐ نے نعمان سے فرمایا کہ اے نعمان! دو رکعتیں ادا کرو اور ان میں اختصار سے کام لو۔پھر آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ دو رکعت نماز پڑھے اور وہ دونوں رکعتیں ہلکی ہوں۔

آخری صحابی جن کا آج حضورِ انور نے ذکر فرمایا ان کا نام حضرت خبیب بن عدی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔آپؓ قبیلہ اوس کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔غزوہ بدر میں مجاہدین کے اسباب کی نگرانی ان کے سپرد تھی۔آپؓ نے غزوہ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے پس منظر میں، حضورِ انور نے چار ہجری میں پیش آنے والے واقعہ رجیع کی تفاصیل صحیح بخاری سے پیش فرمائیں۔غزوہ بدر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حالات معلوم کرنے کے لئے دس افراد پر مشتمل ایک دستہ بھجوایا۔بنولحیان کو کہیں سے اس دستے کی خبر ہوگئی چنانچہ وہ دو سو تیر اندازوں کے ساتھ ان تک جا پہنچے۔سات افراد کی شہادت کے بعد بنولحیان نے خبیبؓ اور ایک اور شخص اور ابن دثنہ کو قیدی بنا لیا اور مکہ لے جا کر فروخت کر دیا۔حارث بن عامر کے بیٹوں نے خبیبؓ کو خرید لیا تا کہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لے سکیں۔

بنو حارث کی قید میں ایک روز خبیبؓ کے استرا مانگنے پر حارث کی بیٹی نے استرا دے دیا۔کچھ دیر بعد اس عورت کا بیٹا خبیبؓ کے پاس آیا جسے آپؓ نے اپنی ران پر بٹھا لیا۔وہ عورت کہتی ہے کہ جب میں نے یہ نظارہ دیکھا تو میں اس قدر گھبرائی کہ خبیب نے میرے چہرے سے گھبراہٹ کے آثار بھانپ لیے۔آپؓ نے فرمایا تم ڈرتی ہو کہ میں اسے مار ڈالوں گا؟ میں تو ایسا نہیں ہوں کہ یہ کروں۔وہ عورت کہا کرتی تھی کہ میں نے کبھی ایسا قیدی نہیں دیکھا جو خبیبؓ سے بہتر ہو۔

اسی طرح اس عورت نے ایک دفعہ دیکھا کہ خبیبؓ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور آپؓ کے ہاتھوں میں انگور کا خوشہ تھا۔وہ کہتی ہے کہ ان دنوں مکے میں کوئی بھی پھل نہ تھا۔یہ انگور اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اس نے خبیب کو دیا۔

جب لوگ حضرت خبیبؓ کو قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر لے گئے تو آپؓ نے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت چاہی۔نماز کے بعد آپؓ نے فرمایا اگر مجھے یہ گمان نہ ہوتا کہ تم یہ خیال کرو گے کہ میں مرنے کی گھبراہٹ میں ہوں تو ضرور میں یہ نماز لمبی پڑھتا۔پھر آپؓ نے دعا کی کہ اے اللہ! ان میں سے ایک ایک کو ہلاک کر۔اسی طرح آپؓ نے اشعار بھی پڑھے۔حضرت خبیبؓ نے یہ بھی دعا کی کہ اے اللہ! میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں کہ تیرے رسول ﷺ تک سلام پہنچا سکوں پس تو خود میری طرف سے آپؐ کو سلام پہنچا دے۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دردناک شہادت کے

واقعات بیان کرنے کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ ان کے کچھ واقعات وحوالے اور بھی ہیں۔ اب وہ آئندہ بیان ہوں گے۔

اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شعبہ تاریخ احمدیت کی ویب سائٹ کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ اس ویب سائٹ پر اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں تاریخ احمدیت اور سیرت وسوانح سے متعلق طبع شدہ جماعتی مواد فراہم کیا جائے گا۔

خطبہ جمعہ کے اختتام پر حضورِ انور نے پرانے مشنری مکرم صفی الرحمٰن خورشید صاحب کی نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان کیا اور مرحوم کا ذکرِ خیر فرمایا۔ آپ 16 ستمبر کو 75 برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مکرم صفی الرحمٰن خورشید صاحب نے 1970ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی تھی۔ کچھ عرصہ مرکزی دفاتر میں تعیناتی کے بعد آپ ایک سال چکوال میں مربی رہے۔ 1971ء میں آپ کو سیرالیون بھجوایا گیا۔ مرحوم نے سیرالیون اور نائیجیریا میں پریس جاری کئے۔ اسی طرح رقیم پریس کے قیام میں بھی آپ نے کام کیا۔ سترہ برس آپ کو افریقہ کے ممالک میں خدمات کی توفیق ملی۔ 1991ء سے نصرت آرٹ پریس کے مینیجر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی پھر کچھ عرصہ قبل بیماری کے باعث آپ نے ریٹائرمنٹ لے لی تھی۔ آپ کی دو شادیاں تھیں۔ پہلی بیوی سے ایک بیٹی محترمہ روشن آرا صاحبہ اہلیہ جمیل احمد صاحب ہیں۔ جب کہ دوسری بیوی سے کوئی اولاد نہیں۔

حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سے رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے۔ ان کی بیٹی اور اہلیہ کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین

خطبہ جمعہ فرمودہ 27 ستمبر 2019ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27 ستمبر 2019ء کو جلسہ گاہ، نن سپیٹ، ہالینڈ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد وتعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضورِ انور نے فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہالینڈ کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے اور کئی سال بعد مجھے بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے رہا ہے کہ آپ کے جلسے میں شامل ہوں۔ گذشتہ چند سالوں میں ہالینڈ جماعت کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ ایک تہائی اضافہ تو یقیناً ہوا ہے۔ بہت سے لوگ پاکستان سے ہجرت کر کے آئے ہیں، کچھ نئے لوگ بھی شامل ہوئے ہیں۔ لٹریچر وغیرہ کی اشاعت بھی اب یہاں بہتر طریقے پر ہو رہی ہے۔ نئے سینٹر اور ایک مسجد بھی جماعت کو ملی ہے۔

حضورِ انور نے المیرے مسجد کے متعلق فرمایا کہ میں نے ابھی دیکھی تو نہیں لیکن خوبصورتی کی تعریف سنی ہے۔ ان شاء اللہ اگلے ہفتے اس خوبصورت مسجد کا رسمی افتتاح بھی ہوگا۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ تعداد میں اضافہ، مشن یا سینٹرز بنانا، مساجد تعمیر کرنا اسی وقت فائدہ دیتا ہے جب ان کے مقاصد کو پورا کیا جائے۔ پس یہاں رہنے والے ہر احمدی کو جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ وہ کیا مقاصد ہیں جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر پورے کرنے ہیں۔ پچھلے چند سالوں میں پاکستان سے ہجرت کر کے آنے والوں کو مخاطب کر کے حضورِ انور نے فرمایا کہ آپ کو یہاں مذہبی آزادی ہے، معاشی لحاظ سے بھی اپنی حالتوں کو بہتر بنانے کے مواقع حاصل ہیں۔ پس ہجرت کرنے والے ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا پورا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنی روحانی، علمی اور اخلاقی حالتوں کو بہتر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِن جلسوں کے انعقاد کا اعلان بھی اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر فرمایا تھا، تا کہ ان جلسوں کی وجہ سے ہم میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوں، ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے بنیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرنے والے بنیں۔

حضورِ انور نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش فرمایا جس میں آپ نے جلسے کے مقاصد بیان کرتے ہوئے بیعت کرنے والوں کو نصائح فرمائیں۔ بیعت کی اصل غرض یہ ہے کہ دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اللہ تعالیٰ اور رسولِ مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آ جائے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ بڑا واضح ارشاد ہے کہ میری بیعت میں آ کر صرف زبانی دعوے تک نہ رہو بلکہ مخلصین میں شامل ہو جاؤ۔ اس لئے شرائطِ بیعت میں بھی آپؑ نے یہ شرط رکھی ہے کہ بیعت کرنے والا قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر معاملے میں اپنا دستور العمل قرار دے گا۔ پس یہ جلسے اس لئے منعقد کئے جاتے ہیں تا کہ بار بار ہمیں اس بات کی یاد دہانی ہوتی رہے کہ بیعت کا مقصد کیا ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ دنیا کی محبت بالکل نکل جائے اور اللہ اور رسول کی محبت اس پر غالب آ جائے۔ اس کے لئے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے کاروبار اور دنیاوی مصروفیات، عبادتوں اور اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کے لئے قربان کرنے پڑیں گے۔ جو چیز ہمیں اللہ تعالیٰ کے قرب سے روکتی ہے اس سے بچنا ہوگا۔ ہماری انائیں، نام نہاد دنیاوی عزتیں اور شہرتیں، ہماری خودغرضانہ سوچیں اگر حقوق العباد ادا کرنے سے روک رہی ہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہے۔

حضورِ انور نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ارشاد پیش فرمایا جس میں آپ نے سورۃ آلِ عمران آیت 32 میں بیان کردہ حکمِ الٰہی کے متعلق فرمایا ہے کہ خدا کے محبوب بننے کے واسطے رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہی ایک راہ ہے اور کوئی راہ نہیں۔

حضورؑ فرماتے ہیں کہ اپنے اندر حالتِ انقطاع پیدا کرو یعنی ایسی حالت جو دنیا کے لہو ولعب اور چکاچوند سے علیحدہ کر دے۔ دنیا کمانا اور دنیا کے کام اور کاروبار کرنا منع نہیں ہے، خدا تعالیٰ نے ہی ان کا حکم دیا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم بھی بڑے بڑے کاروبار اور تجارتیں کرتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ان پر غالب تھی۔

حضورِ انور نے بدری صحابہؓ کی سیرت سے متعلق خطبات کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ آج کل میں خطبات میں صحابہؓ کا ذکر کرتا ہوں، بہت سارے صحابہؓ کی مثالیں ملتی ہیں کہ انہیں یہ فکر ہوتی تھی کہ ہم سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے جو ہمارے محبوب کو ہم سے ناراض کر دے۔ پس ہمارے ذہنوں میں بھی یہ بات رہنی چاہئے کہ تمام تر دنیاوی مصروفیات کے باوجود ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں کمی نہیں آنے دینی۔ اپنی حالتوں کو بہتر کرنے اور جلسے کے روحانی ماحول سے فیض اٹھانے کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔ یہی ہماری سوچ ہونی چاہئے کہ اپنی برائیوں کو دور کریں، ذکرِ الٰہی اور استغفار کی طرف توجہ دیں۔ اگر ہماری یہ سوچ نہیں تو ہمارا جلسے پر آنا فضول ہے۔ عقل مندی کا تقاضا تو یہی ہے کہ ان تین دنوں کو ٹریننگ کیمپ کے طور پر سمجھا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جلسے کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس جلسے میں ایسے حقائق اور معارف کے سننے کا شغل رہے گا جو ایمان اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ نیکی کو محض اس لئے کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ خوش ہو اور اس کی

رضا حاصل ہو اور اس کے حکم کی تعمیل ہو، قطع نظر اس کے کہ اس پر ثواب ہو یا نہ ہو۔ اگر چہ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ پس حقیقی نیکی وہی ہے جو بغیر کسی لالچ کے کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ضرور نیکی کا بدلہ دیتا ہے۔

اِن ترقی یافتہ ملکوں میں آ کر، جہاں آزادی کے نام پر ہر قسم کی لغویات میں پڑنے کا ماحول ہے۔ ہمیں اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ بعض دفعہ کشائش نیکیوں کے کرنے میں روک بن جاتی ہے۔ حالات بہتر ہوتے ہیں تو آدمی اپنے ماضی کو بھول جاتا ہے۔ یہ بات عموماً دیکھنے میں آتی ہے کہ دنیا دار اس طرف تو توجہ دیتا ہے کہ کہیں مجھے نقصان نہ ہو جائے لیکن اللہ کے حق ادا نہیں کرتا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ بد قسمتی سے ہم میں سے بھی بعض لوگ نمازوں کو اپنے کاموں کے لئے قربان کر دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس حقیقت کے سمجھنے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی محبتِ ذاتی سے رنگین ہو کر کی جائے، یہ اصل چیز ہے۔ جب ذاتی محبت سے عبادت ہوگی تو دنیاوی غرضیں سب ختم ہو جائیں گی۔ پھر خدا ایسے ایسے ذرائع سے رزق دے گا کہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔

حضورِ انور نے اس ضمن میں سورۃ الطلاق کی آیت 3 پیش فرمائی۔ نیز اس امر کی وضاحت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد سامنے رکھا جس میں آپؑ نے واضح طور پر تقویٰ کو خوش حالی کا اصول قرار دیا ہے۔ فرمایا:

میرا تو اعتماد ہے کہ اگر ایک آدمی باخدا اور سچا متقی ہو تو اس کی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے سلسلہ پیدائش کی علتِ غائی صرف اپنی عبادت رکھی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ باتیں ہمیں غور اور فکر میں ڈالنے والی ہونی چاہئیں کہ ہماری سوچیں اور ہماری محنت صرف اس دنیا کو حاصل کرنے میں صرف نہ ہو جائے بلکہ ہم اپنی زندگی کے اصل مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لانے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں۔ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالمِ آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے۔ فرمایا یہود میں خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی تو مسیح آیا تھا۔ میرے زمانے میں بھی یہی حالت ہے سو میں بھی بھیجا گیا ہوں کہ ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج ہمارا فرض ہے کہ آپ کی بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے جہاں اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی محبت میں بڑھائیں وہیں اِس معاشرے کو بھی خدا تعالیٰ کے قریب لانے کی کوشش کریں۔ آج دنیا خدا تعالیٰ کے وجود کی انکاری ہے اور ہر سال کافی بڑی تعداد میں لوگ مذہب کو چھوڑتے چلے جا رہے ہیں۔ پس ہمارا اتنا ہی کام نہیں کہ اپنے اندر خدا اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پیدا کریں بلکہ اپنی اولادوں اور نسلوں کے دلوں میں بھی خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے رسول کی محبت پیدا کرنے کے لئے بھی ہمیں بھرپور کوشش کرنی ہوگی۔ دنیا کو بھی خدا تعالیٰ کے وجود کی حقیقت سے آگاہ کرنا ہوگا۔

حضورِ انور نے دعا کی کہ جلسے کے یہ دن ہم اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بڑھانے اور ان پر مستقل رہنے کے لئے صرف کرنے والے، اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں ہمیشہ بڑھتے چلے جانے والے ہوں۔ دنیا کی لذات اور خواہشات کبھی ہم پر حاوی نہ ہوں۔

آخر میں حضورِ انور نے فرمایا کہ یاد رکھیں کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 10، 17، 24، ستمبر، یکم اکتوبر 2019ء)

چندہ ہر ماہ ادا کریں

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”ہر مہینے جو بھی چندہ انہوں نے ادا کرنا ہے اپنی ماہانہ آمد میں سے فکس کریں اور نکال کر علیحدہ کر دیں۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 22 جنوری 2010ء، صفحہ 5)

نعت رسول مقبول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکرم عبدالسلام اسلام صاحب

ورائے تخیّل مقام آپؐ کا ہے
مگر عین دل میں قیام آپؐ کا ہے!

پلاتی ہے ہم کو نگاہِ مسیحا
ہے لذت بتاتی کہ جام آپؐ کا ہے!

ہمیں کیوں نہ ہو آرزوئے اسیری؟
کہ جب دامِ الفت ہی دام آپؐ کا ہے!

فرشتوں کی کب ہے وہاں تک رسائی
کہ سدرہ سے بھی اونچا بام آپؐ کا ہے!

دکھایا خدا نے بغل گیر ہو کر
ز ”قوسین“ وہ عشقِ تام آپؐ کا ہے!

سکندر کی بھی آنکھ ہے محوِ حیرت
دلوں کی یہ تسخیر کام آپؐ کا ہے!

اثر آپ کی ہے یہ بانگِ درا کا!
سدا قافلہ تیز گام آپؐ کا ہے!

یہ ارض و سما، چاند تارے وہ سورج
ز ”لولاک“ یہ فیضِ عام آپؐ کا ہے!

جو ہر دور میں کر دے لیکھو کے ٹکڑے
وہی خنجرِ بے نیام آپؐ کا ہے!

اسی میں ہے اسلام کی سر بلندی
کہ ناچیز بندہ غلام آپؐ کا ہے!

لگی ہے اسے دھن قصائد ترے کی
کہ یہ مدح خواں صبح و شام آپؐ کا ہے!

اگر آپ اس کے ہیں محبوبِ کامل
تو یہ عاشق ناتمام آپؐ کا ہے!

دوسری و آخری قسط

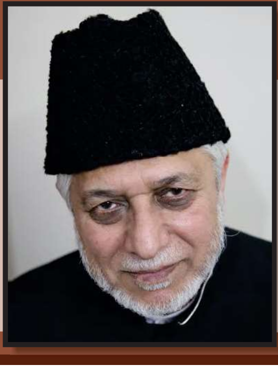

دین کے لئے مالی قربانیوں کی اہمیت

مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن

دورِ حاضر کی مثالیں

اور آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اس دورِ آخرین میں جو حضرت رسولِ پاک ﷺ کے غلامِ کامل اور عاشقِ صادق کا بابرکت دور ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا اور یہ سعادت عطا فرمائی کہ ہم نے یہ زمانہ پایا جس کی راہ تکتے تکتے لاکھوں کروڑوں انسان اس دنیا سے گذر گئے۔ حضرت مسیح الزمان، مہدی دوراں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ نے قرونِ اولیٰ کے صحابہ کے نقوشِ پا کی کچھ اس فدائیت سے پیروی کی کہ ان کے آقا نے انہیں جیتے جی یہ نوید سنادی کہ

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

ان صحابہ کرام اور تابعین کرام کی مثالیں کوئی دور کی بات نہیں۔ ان میں سے بعض خوش نصیبوں کو دیکھنے کا شرف ہم میں سے بعض نے پایا اور بہت سے ایسے تابعین ہیں کہ جو آج اس دور میں ہمارے درمیان موجود ہیں اور اپنے پیش رو صحابہ کے رنگ میں رنگین ہیں آیئے دیکھیں کہ اسلام کے ان فدائیوں نے مالی قربانیوں کے میدانوں میں کس کس انداز میں روشن مینار تعمیر کئے ہیں۔

☆☆☆

راہِ خدا میں خرچ کرنا ایک بات ہے لیکن ایسا کرتے ہوئے بے پناہ فدائیت ، ایثار اور مسابقت کا جذبہ بھی ساتھ ہو تو ایسی قربانیوں کو چار چاند لگ جاتے ہیں ۔ بالکل ابتدائی زمانہ کی بات ہے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو ایک اشتہار شائع کرنے کے لئے ساٹھ روپے کی ضرورت تھی۔ آپ نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ سے فرمایا کہ ضرورت فوری ہے۔ کیا ممکن ہے کہ آپ کی جماعت اس ضرورت کو پورا کر سکے؟ حضرت منشی صاحبؓ نے حامی بھری اور مسیح پاک علیہ السلام کی بات سن کر سیدھے گھر گئے۔ اپنی بیوی کا زیور بیچ کر فوری طور پر مطلوبہ رقم لا کر حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ چند روز بعد حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ ملنے آئے اور حضور نے کپورتھلہ جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگوں نے بہت بروقت مدد کی ۔ اس پر یہ راز کھلا کہ منشی ظفر احمد صاحبؓ نے تو جماعت کے کسی دوست سے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ کتنی جاں نثاری اور کتنی خاکساری اور کتنی بے نفسی ہے اس واقعہ میں!

روایت میں آتا ہے کہ حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ کو مالی خدمت کے اس نادر موقع سے محرومی کا اس قدر شدید قلق تھا کہ آپؓ کافی عرصہ تک حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ سے ناراض رہے۔ کیا شان ہے اس ناراضگی کی ۔ وجہ صرف یہ تھی کہ سارا ثواب آپ نے ہی لے لیا اور ہمیں اس ثواب میں حصہ دار نہ بنایا!

(اصحاب احمدؑ ۔ جلد6، صفحہ 72)

☆☆☆

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے واقعہ سے جو ابھی آپ نے پڑھا، دورِ آخرین کے حضرت میاں شادی خان صاحبؓ کی یاد آجاتی ہے۔ سیالکوٹ کے لکڑی فروش، بہت متوکل انسان تھے۔ تنگدست تھے لیکن دل کے بادشاہ۔ اس فدائی انسان کا نمونہ یہ تھا کہ انہوں نے ایک موقعہ پر اپنے گھر کا سارا ساز و سامان فروخت کر کے تین سو روپے حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ اُس زمانہ کے لحاظ سے یہ بہت بڑی قربانی تھی۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ایک مجلس میں اس پر اظہارِ خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا کہ میاں شادی خان نے تو اپنا سب کچھ پیش کر دیا۔ اور

”در حقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔“ (مجموعہ اشتہارات ۔ جلد3، صفحہ 315)

میاں شادی خان صاحبؓ نے سنا تو سیدھے گھر گئے۔ ہر طرف نظر دوڑائی۔ سارا گھر خالی ہو چکا تھا صرف چند چار پائیاں باقی تھیں۔ فوری طور پر ان سب کو بھی فروخت کر ڈالا اور ساری رقم لا کر حضور کے قدموں میں ڈال دی اور حضور کے منہ سے نکلی ہوئی بات لفظاً لفظاً پوری کر دی! (مکتوباتِ احمدیہ ۔ جلد پنجم، صفحہ 142 ۔ 143)

اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس فدائی خادم کو کس طرح نوازا۔ ان کی وفات ہوئی تو ان کی آخری آرام گاہ بہشتی مقبرہ میں ایسی جگہ بنی جو بعد ازاں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مزارِ مبارک سے چند گز کے فاصلہ پر واقع تھی اور پھر مقدس چار دیواری کے اندر آگئی!

☆☆☆

انفاق فی سبیل اللہ کی توفیق کسی انسان کو تب ہی ملتی ہے جب اس کو توکل علی اللہ کی نعمت نصیب ہو۔ اس تعلق میں حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کا خوبصورت نمونہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

”ہمارے گھر میں خرچ نہ تھا۔ میرے والد صاحب نے میری والدہ سے پوچھا: آٹا ہے؟ کہا نہیں۔ مال ہے؟ جواب نفی میں ملا۔ ایندھن ہے؟ وہی جواب تھا۔ جیب میں ہاتھ ڈالا ۔ صرف دو روپے تھے ۔ فرمانے لگے: اس میں تو اتنی چیزیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ اچھا میں ان دو روپوں سے تجارت کرتا ہوں ۔ وہ دو روپے کسی غریب کو دے کر خود نماز پڑھنے چلے گئے ۔ راستہ میں اللہ تعالیٰ نے دس روپے بھیج دیئے۔ واپس آکر فرمایا: ”لو میں تجارت کر آیا ہوں۔ اب سب چیزیں منگوا لو۔ اللہ کی راہ میں مال دینے سے گھٹتا نہیں، بڑھتا ہے۔“

(انعاماتِ خداوند کریم تصنیف حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانویؓ، صفحہ 221 ۔ 222)

☆☆☆

حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام کے صحابہ میں مالی قربانیوں کا جذبہ ایسا راسخ ہو چکا تھا کہ اس کے نئے سے نئے انداز اختیار فرماتے ۔ ایک چھوٹی سی مثال پیش کرتا ہوں جس میں بے پناہ جذبۂ قربانی جھلکتا نظر آتا ہے۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی سائیں دیوان شاہ صاحب اپنے بار بار قادیان آنے کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں۔

”میں چونکہ غریب ہوں ۔ چندہ تو دے نہیں سکتا۔ قادیان جاتا ہوں تا کہ مہمان خانہ کی چار پائیاں بُن آؤں اور میرے سر سے چندہ اتر جائے۔“ (اصحابِ احمدؑ ۔ جلد13 صفحہ 9)

☆☆☆

مال ہو تو اس کی طلب اور خواہش کے باوجود دینی ضروریات کو مقدم کرنا اور راہ خدا میں خرچ کرنا یقیناً بہت ہمت کی بات ہے اور

ثوابِ عظیم کا موجب۔ لیکن مالی تنگی کے باوجود خدا کی راہ میں خرچ کرنا بلکہ اپنا سب کچھ پیش کر دینا واقعی صبر اور قربانی کا انتہائی بلند مقام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور صحابی کی مثال پیش کرتا ہوں جن سے ملنے کی سعادت اس عاجز کو حاصل ہے۔ حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ امرتسر میں تھے کہ حضور کی طرف سے چندہ لینے والے پہنچ گئے۔ نقد رقم تو موجود نہ تھی۔ آپ کے پاس اس وقت کنستر میں صرف آدھ سیر کے قریب آٹا تھا۔ آپ نے وہی پیش کر دیا اور وہ ساری رات آپ اور آپ کے اہل و عیال نے فاقہ سے گذار دی!

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 18 جنوری 1977ء)

☆☆☆

مالی قربانی کی عظمت کا معیار اس کی مقدار نہیں بلکہ وہ خلوص، جذبہ اور نیت ہے جس سے وہ قربانی پیش کی جاتی ہے۔ حضرت مرزا عبدالحق صاحب مرحوم ایڈووکیٹ سرگودھا نے ایک احمدی سقہ (ماشکی) کا یہ واقعہ بار ہا جگہ جگہ بیان فرمایا کہ اس کا کام شہر کی نالیاں صاف کرنے والے کارکنان کے لئے اپنی مشک سے پانی ڈالنا تھا۔ اس کی ماہانہ آمد (اس زمانہ میں) صرف 32 روپے بنتی تھی۔ وہ اس آمد میں سے ہر ماہ 20 روپے بڑی باقاعدگی سے بطور چندہ ادا کرتا تھا اور باقی صرف بارہ روپے میں اپنے خاندان کا گزارہ کرتا تھا۔ لاریب قربانی کا یہ معیار بہت ہی قابلِ رشک ہے اور بہتوں کے لئے درس نصیحت ہے۔

☆☆☆

قادیان کے ایک درویش کا عاشقانہ انداز قربانی ایسا ہے کہ روح پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ شمس الدین صاحبؓ درویش جسمانی طور پر معذور تھے سارا وقت ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں پڑے رہتے۔ نظام وصیت 1905ء میں شروع ہوا۔ یہ 1919ء میں اس میں شامل ہوئے لیکن اس اپاہج اور معذور لیکن دل کے غنی اور فدا کار کا نمونہ دیکھئے کہ آپ نے 1901ء سے چندہ وصیت دینا شروع کیا۔ اور نہ صرف ساری زندگی ادا کیا بلکہ آئندہ سالوں کا چندہ بھی دیتے رہے اور 1990ء تک کا چندہ وصیت ادا کر دیا جب کہ ان کی وفات 1950ء میں ہوگئی۔ گویا وہ تصویری زبان میں کہہ رہے تھے کہ کاش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت اولین احمدیوں میں شامل ہوتا اور کاش میں 1990ء تک زندگی پا کر اسلام کی خدمت کرتا چلا جاتا۔ قربانی کا یہ بے مثال جذبہ ایک ایسے شخص کا ہے جو معذور تھا۔ چل پھر بھی نہ سکتا تھا، پہلو تک نہیں بدل سکتا تھا۔ زبان میں بھی لکنت تھی لیکن اس فدائی کا دل کتنا متحرک اور جذبۂ قربانی سے پُر تھا۔

(بحوالہ وہ پھول جو مرجھا گئے از چوہدری فیض احمد گجراتی، حصہ اول۔ صفحہ 60 تا 62)

☆☆☆

انتہائی نازک اور مشکل حالات میں، دلی جذبات کو قربان کرتے ہوئے، راہ خدا میں قربانی پیش کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس کے بے شمار نمونے تاریخ احمدیت میں جا بجا جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوریؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا ایک واقعہ یوں بیان کیا کہ:

''وزیر آباد کے شیخ خاندان کا ایک نوجوان فوت ہوگیا۔ اس کے والد نے کفن دفن کے لئے 200 روپے رکھے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے لنگر خانہ کے اخراجات کے لئے تحریک فرمائی۔ ان کو بھی خط گیا تو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو رقم بھجوانے کے بعد لکھا کہ میرا نوجوان لڑکا طاعون سے فوت ہوا ہے میں نے اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے مبلغ 200 روپے تجویز کئے تھے جو ارسالِ خدمت کرتا ہوں اور لڑکے کو اس کے لباس میں دفن کرتا ہوں۔''

(رسالہ ظہورِ احمدِ موعود۔ صفحہ 70۔71 مطبوعہ 30 جنوری 1955ء)

☆☆☆

کیا یہ ممکن ہے کہ کسی شخص کی زندگی میں یہ مرحلہ آجائے کہ اسے کہا جائے کہ اب تمہیں مزید مالی قربانی کرنے کی ضرورت نہیں؟ بظاہر تو یہی لگتا ہے کہ ایسا ممکن نہیں کیونکہ جماعتی ضروریات اور منصوبے تو آگے سے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جماعتی تاریخ میں ایک شخص ایسے بھی گزرے ہیں جن کی غیر معمولی نمایاں اور بے لوث قربانیوں کو دیکھتے ہوئے واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ اب انہیں مزید مالی قربانیوں کی ضرورت نہیں۔ یہ بزرگ شخصیت حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی تھی جن کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت صاحب کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جب کہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا۔ اور اس میں روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں کو تحریک کی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ لنگر خانہ دو جگہوں پر ہوگیا ہے۔ ایک قادیان میں اور ایک گورداسپور میں۔ اس کے علاوہ مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔ لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ دیں۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ تقریباً 450 روپے ملی تھی وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت آپ کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لیے رکھ لیتے۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا کا نبی کہتا ہے کہ دین کے لئے ضرورت ہے تو پھر اور کس کے لئے رکھ سکتا ہوں۔ غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور انہیں کہنا پڑا کہ اب ان کو قربانی کی ضرورت نہیں۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 11 جنوری 1927ء)

☆☆☆

مردوں کی مالی قربانیوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ حق یہ ہے کہ جماعت کی خواتین بھی اس مالی جہاد میں مردوں کے دوش بدوش بلکہ بعض صورتوں میں مردوں سے بھی آگے رہتی ہیں۔ مسجدوں کی تعمیر کے موقع پر جس طرح مرد اپنی جیبیں خالی کرتے اور تنخواہوں کے لفافے بند کے بند چندے میں دے دیتے ہیں، عورتیں بھی اپنے طلائی زیورات اسی والہانہ انداز میں چندہ میں پیش کرتی ہیں جیسے ان قیمتی زیورات کی کوڑی برابر بھی قیمت نہ ہو۔ شادی کے زیورات کے ڈبے، بند کے بند، خلیفۂ وقت کے قدموں میں رکھ دیتی ہیں۔

☆☆☆

میں ان واقعات کا چشم دید گواہ ہوں کہ مانچسٹر میں جب بیت الفتوح لندن کے سلسلہ میں تحریک کی گئی تو ایک نوجوان حاضرین میں سے اٹھ کر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا۔ اس نے وہ لفافہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے گزشتہ ماہ کی تنخواہ ملی ہے۔ میں نے ابھی اس لفافہ کو کھولا بھی نہیں۔ مسجد کے بارہ میں تحریک سن کر یہ لفافہ بند کا بند پیش کرتا ہوں۔

☆☆☆

اسی مجلس میں ایک اور نوجوان کا نمونہ بھی ناقابل فراموش ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ایک شاندار مثال ہے۔ تحریک سن کر وہ سٹیج پر آیا اور ایک لفافہ پیش کرتے ہوئے کہنے لگا کہ چند دنوں بعد میری شادی ہونے والی ہے میں نے ولیمہ کے لئے 500 پاؤنڈ بچا کر رکھے ہوئے ہیں۔ خدا کا گھر بنانے کی تحریک سن کر دل میں خیال ہے کہ ولیمہ کا انتظام تو خدا تعالیٰ کسی نہ کسی طرح کر دے گا۔ خدمتِ دین کے اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دوں۔ میری طرف سے یہ ساری رقم مسجد کے لئے قبول کرلیں۔

☆☆☆

اسی موقع کا ایک اور بہت ہی ایمان افروز واقعہ ہے۔ مسجد کی تعمیر کی مبارک تحریک کرنے کے بعد جب میں نے وعدوں کی لسٹ پر نظر ڈالی تو سب سے زیادہ وعدہ ایک احمدی خاتون کا تھا۔ میں

نے تقریر میں اس کا ذکر کر دیا اور مردوں کو توجہ اور غیرت دلائی۔

ایک دوست نے خاتون کے دس ہزار پاؤنڈ کے مقابل پر پندرہ ہزار کا وعدہ کر دیا۔ چند لمحوں میں اسی خاتون کی طرف سے چٹ آئی کہ میرا وعدہ بیس ہزار پاؤنڈ لکھ لیں۔ میں نے جب اس کا اعلان کیا تو اس مرد نے اپنا وعدہ فوراً بڑھا کر اکیس ہزار پاؤنڈ کر دیا۔ مومنانہ مسابقت کا ایک ایمان افروز نظارہ تھا۔ ہر ایک منتظر تھا کہ دیکھیں اب کیا بنتا ہے۔ فوراً ہی اس مخلص خاتون کی طرف سے ایک اور چٹ موصول ہوئی جس کے مضمون نے سب مردوں کو لاجواب کر کے رکھ دیا۔ لکھا تھا کہ اب اس طرح بار بار وعدے بڑھانے کا موقع نہیں۔ میری طرف سے نوٹ کر لیا جائے کہ مسجد کی تعمیر کی خاطر ساری جماعت میں سے جو کوئی بھی سب سے زیادہ وعدہ لکھوائے گا۔ میرا وعدہ ہر صورت میں اس سے ایک ہزار پاؤنڈ زیادہ ہوگا! مسابقت بالخیرات کا کیا ہی قابل رشک نمونہ ہے جو ایک احمدی خاتون نے دکھایا!

☆☆☆

محترمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم منشی امام دین صاحب کی مثال بھی عجیب شان کی حامل ہے۔ آپ مالی حالات کی ناسازگاری کے باوجود ہمہ وقت مالی قربانی کی راہیں تلاش کرتی رہتی تھیں اور منتظر رہتی تھیں کہ کب مالی قربانی کا کوئی نیا موقع پیدا ہو اور وہ اس پر سب سے پہلے لبیک کہیں۔ آپ کا غیر معمولی جذبہ قربانی اس واقع سے عیاں ہوتا ہے کہ جب انہوں نے وصیت کے سب واجبات ادا کرنے کے بعد حصہ جائیداد کی ساری رقم بھی ادا کر دی تو ہوا یوں کہ دفتر کی غلطی کی وجہ سے وہ ساری کی ساری رقم کسی اور مدّ میں داخل کر دی گئی۔ اور ایک عرصہ کے بعد اس غلطی کا پتہ لگا۔ اس غلط اندراج کا ازالہ کاغذات میں درستی کے ذریعہ بآسانی ہوسکتا تھا لیکن اس مخلص خاتون نے یہ پسند نہ کیا کہ ادا کردہ رقم کو نکال کر صحیح مدّ میں درج کر دیا جائے۔ انہوں نے ایک دفعہ ادا کردہ حصہ جائیداد کے برابر ساری کی ساری رقم دوبارہ ادا کر کے اپنا حساب بے باق کر دیا!

(اصحاب احمدؑ۔ جلد 1، صفحہ 162)

☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے جماعت کے مردوں اور عورتوں کو مالی قربانیوں کے میدانوں میں غیر معمولی رنگ میں حیران کن نمونے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ امراء کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت عطا فرمائی کہ وہ دل کھول کر، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، اپنی خداداد دولت قربان کرتے چلے جاتے ہیں اور غریب بھی اپنی نیک اور مخلصانہ، بے تاب تمناؤں کے لحاظ سے کسی سے پیچھے نہیں۔ بے شمار واقعات میں سے ایک نادر واقعہ پیش کرتا ہوں۔

قادیان کے ابتدائی زمانہ کی بات ہے۔ خلافت ثانیہ میں ایک غریب خاتون کی قربانی کا واقعہ میری والدہ ماجدہ مرحومہ نے کئی بار سنایا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالی قربانی کی تحریک فرما رہے تھے اور یہ غریب اور نادار خاتون اس بات پر بے چین ہو رہی تھی کہ مالدار لوگ تو قربانیاں کر رہے ہیں اور میں محروم رہی جاتی ہوں۔ سخت بے چینی میں اٹھ کر گھر آئی۔ گھر کی چیزیں بیچ کر تو پہلے ہی چندہ دے چکی تھی، صحن میں مرغی نظر آئی وہی لا کر حضورؓ کے سامنے پیش کر دی۔ پھر بے تاب ہو کر گھر گئی اور دو تین انڈے اٹھا کر لے آئی۔ قربانی کا جذبہ اتنا شدید تھا کہ آرام سے بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔ ادھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب جاری تھا۔ وہ اٹھی اور گھر آ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ کچھ ملے تو جا کر وہ بھی پیش کر دوں۔ خاوند ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر بیٹھا تھا اس نے کہا کہ اب کیا ڈھونڈتی ہو، گھر میں تو کچھ بھی نہیں رہا۔ اس خدا کی بندی نے جو اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کرنے کی قسم کھا چکی تھی بڑے غصہ سے کہا:

''چپ کر کے بیٹھے رہو۔ میرا بس چلے تو میں تمہیں بھی بیچ کر چندہ میں دے دوں!'' (احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ صفحہ 49)

اختتامیہ

عشاق اسلام کی یہ قربانیاں اور ان کی فدائیت کے یہ ایمان افروز نمونے ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ایک ایک واقعہ ہمیں دعوتِ عمل دے رہا ہے کہ ان واقعات کو پڑھ کر ایک لمحہ کے لئے خوش ہو جانے اور سر دھننے پر ہی بس نہ کر دیں بلکہ ان پاک نمونوں کو اپنی زندگیوں میں بھی جاری وساری کر دکھائیں۔ اس راہ پر چلنے والوں نے تو اپنی منزل کو پا لیا۔ اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم بھی مالی قربانی کی ان راہوں پر پوری وفا کے ساتھ آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں اور قربانیوں کے جس عَلَم کو ہمارے آباؤ اجداد نے سرنگوں نہیں ہونے دیا ہم بھی اپنی جانیں فدا کر دیں، اپنے اموال قربان کر دیں، لیکن احمدیت کے نام پر ہرگز ہرگز کوئی آنچ یا دھبہ نہ آنے دیں!

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ دنیا عارضی اور چند روزہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک نے ایک دن اس عارضی ٹھکانہ کو پیچھے چھوڑ کر آخرت کا سفر اختیار کرنا ہے۔ سوچنے اور فکر کرنے کی بات یہ ہے کہ ہم نے اس سفرِ آخرت کے لیے کیا زادِ راہ تیار کیا ہے؟ اگر کسی کے ذہن میں یہ ہو کہ میں اپنی جائیدادیں، محلات، اپنی دولتیں اور اپنی جاگیریں اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا تو اُس شخص سے زیادہ نادان اور جاہل کون ہوسکتا ہے۔ اس دنیا میں آنے والا ہر شخص خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ ہی جاتا ہے۔ دنیا کے یہ سب اموال، سب جائیدادیں، حتیٰ کہ بیوی، بچے، رشتہ دار اور دوست، سب اسی دنیا میں رہ جاتے ہیں۔ مرنے والے کے ساتھ اگر کوئی چیز اُس دنیا میں جاتی ہے اور آخرت میں اُس کو کوئی فائدہ دے سکتی ہے تو وہ اُس کے نیک اعمال ہیں۔

ان نیک اعمال میں دیگر نیکیوں کے علاوہ مالی قربانیوں کا ایک بلند مقام ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال کو خوش دلی کے ساتھ راہِ خدا میں خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کی دولت حاصل کر لی جائے تو یہ قربانی ضرور وہ زادِ راہ ہے جو آخرت میں انسان کے ساتھ جاتا ہے اور یہی وہ سچی اور حقیقی دولت ہے جو میدانِ حشر میں بھی اس کی دستگیری کرے گی۔ قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

یہ زر و مال تو اس دنیا میں رہ جائیں گے
آخرت میں جو کام آئے وہ زر پیدا کر

پس ہم میں سے کوئی اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو کہ دنیا کی دولت آخرت میں اس کے کام آئے گی۔ عقل مند اور کامیاب وہ شخص ہے جو اس فانی دولت کو راہِ خدا میں قربان کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کی ابدی اور لازوال دولت خرید لیتا ہے اور اس وسوسہ میں کبھی مبتلا نہیں ہوتا کہ مال خرچ کرنے سے دولت کم ہو جاتی ہے۔ یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے۔ حق یہ ہے کہ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے دولت کم نہیں ہوتی بلکہ بے انداز بڑھتی چلی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں:

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کبھی کوئی غریب نہیں ہوتا۔ اگر انسان اس راہ میں جوان مردی اور ہمت دکھائے تو خدا اُس کا معین ومددگار ہو جاتا ہے۔

خدائے رحمان ورحیم کی جنتِ نعیم کے ہر طلبگار کا فرض ہے کہ وہ صادق الوعد خدا کے وعدوں پر کامل یقین رکھتے ہوئے مالی قربانیوں کے سب میدانوں میں اس شان سے آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے کہ اِسی زندگی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ خوش خبری سن لے کہ:

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ o وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

(سورۃ الفجر 30,31:89)

کہ آؤ میرے بندو! میری راہ میں اپنے آپ کو فدا کرنے والو! دوڑتے ہوئے آؤ اور میری رضا کی ابدی جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس زمرۂ ابرار میں شامل فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

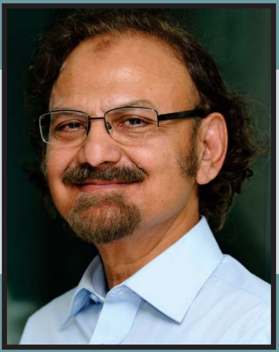

آنحضرت ﷺ کی مذہبی رواداری

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب

آنحضرت ﷺ خلقِ عظیم کے حامل تھے اور قرآن کریم میں آپ کے طریق کو سب کے لئے اسوۂ حسنہ فرمایا گیا ہے۔ اس مبارک اسوہ کا ایک رخ یعنی' آپؐ کی مذہبی رواداری' اس مضمون کا موضوع ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اپنی حیات طیبہ میں بے دینوں اور مشرکین کے علاوہ دیگر مذاہب کے ماننے والے صابیوں ، مجوسیوں ، عیسائیوں اور یہود سے واسطہ پڑا۔ ان سب سے ہر معاملہ میں آپ نے شاندار حسنِ سلوک فرمایا اور یوں مذہبی رواداری کی عظیم مثالیں قائم ہوئیں۔

آپؐ کا یہ نیک نمونہ آپؐ کے اپنے روشن اصولوں کے مطابق تھا جن کی آپؐ نے حریتِ ضمیر اور آزادی مذہب کے قیام کے لئے تعلیم دی۔ ہر قسم کی تنگ نظری، تعصب اور انتہا پسندی کو مٹا کر دنیا میں بلا امتیاز مذہب وعقیدہ انسان دوستی کو قائم کرنے والے ان رہنما قرآنی اصولوں میں سے دس درج ذیل ہیں:

1۔ عقائد منوانے اور مذہب کو پھیلانے کے لئے طاقت کا استعمال ممنوع ہے:

دینِ حق میں مذہبی معاملات کے پھیلانے یا ان پر عمل کروانے کے لئے کسی بھی قسم کا جبر وتشدد ممنوع ہے اور اس کی روشن تعلیم یہ ہے کہ:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (سورۃ البقرہ:257:2)

ترجمہ: دین میں جبر نہیں۔

2۔ ہر شخص کو آزادی ہے کہ جو مذہب چاہے اختیار کرے اور جس کا چاہے انکار کرے:

چونکہ دین میں جبر نہیں اس لئے قرآن کریم یہ آزادی دیتا ہے کہ ہر شخص جو مذہب چاہے اختیار کر سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

(سورۃ کہف 30:18)

ترجمہ: جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کردے۔

3۔ دینِ حق سے ارتداد پر دنیا میں کوئی مواخذہ نہیں:

اسی آزادی کے تحت قرآن مرتد کی کوئی دنیوی سزا مقرر نہیں کرتا اور یہی فرماتا ہے کہ اگر کوئی شخص دینِ حق قبول کرتا ہے اور پھر اس سے ارتداد کر لیتا ہے بلکہ بار بار اس عمل کو دہراتا ہے تب بھی ایسے لوگ اس جرم کی سزا آخرت میں پائیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ (سورۃ النساء 138:4)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے انکار کر دیا پھر ایمان لائے پھر انکار کر دیا پھر کفر میں (اور بھی) بڑھ گئے۔ اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرسکتا۔

4۔ مذہبی پیشواؤں کی حرمت کے قیام کا سنہری اصول:

قرآن کریم یہ اصول مقرر فرماتا ہے کہ ہر قوم میں پیغمبر بھیجے گئے ہیں۔ اور اس طرح مومنوں کو ان سب مذہبی پیشواؤں کے احترام کی تعلیم دیتا ہے جنہیں دیگر مذاہب کے ماننے والے قابل احترام جانتے ہیں۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے:

وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (سورۃ الرعد 8:13)

ترجمہ: اور ہر ایک قوم کیلئے ایک ہادی ہے۔

5۔ دوسروں کے بزرگوں کو برا کہنے کی ممانعت:

دوسروں کے بزرگوں کا احترام نہ کرنے کے سبب واقع ہو سکنے والے جوابی عدم احترام کے مکمل خاتمہ کے لئے ۔ شرک کو نا قابلِ معافی گناہ قرار دینے کے باوجود۔ قرآن مومنوں کو انہیں بھی برا کہنے سے روکتا ہے جنہیں مشرک اللہ کے سوا پکارتے ہیں ۔ یہ قرآنی حکم اس طرح ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ (سورۃ انعام 109:6)

ترجمہ: اور تم انہیں جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں گالیاں نہ دو۔ ورنہ تو وہ دشمن ہو کر جہالت کے سبب اللہ کو گالیاں دیں گے۔

6۔ اختلاف مذہب کے باوجود مشترک عقائد کی بنیاد پر تعاون کی تعلیم:

اختلاف مذہب کے باوجود قرآن کریم افراد اور اقوام کے باہم تعاون کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور اس کے لئے یہ روشن اصول مقرر کرتا ہے کہ مشترک باتوں کو اہمیت دے کر اس تعاون کو فروغ دیا جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (سورۃ آل عمران 65:3)

ترجمہ: تو کہہ دے اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔

7۔ بلا لحاظ مذہب ہر ایک سے عدل کا حکم:

قرآن کریم مذہب کی بنیاد پر کسی بھی نا انصافی کا مخالف ہے اور اختلاف عقیدہ کے باوجود مومنوں کو سختی سے عدل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا

(سورۃ المائدہ 9: 5)

ترجمہ: اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو!

8۔ بلا امتیاز تعاون برائے قیامِ امن:

قرآن کریم اختلاف عقیدہ کو باہم تعاون اور خاص طور پر قیام امن کی راہ میں روک بنانے سے منع فرماتا ہے اور اس بارے میں مومنوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ

(سورۃ توبہ 6: 9)

ترجمہ: اور مشرکوں میں سے اگر کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے۔

9۔ غیروں کی خوبیوں کا کھلا اعتراف:

اختلاف عقیدہ کے باوجود دوسروں کی خوبیوں کا برملا اعتراف قرآن کریم کی ایک اور روشن تعلیم ہے۔ چنانچہ عملاً مخالف اہل کتاب

میں پائی جانے والی ایک خوبی قرآن کریم نے ہمیشہ کے لئے یوں محفوظ فرمائی:

وَمِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ یُّؤَدِّهٖٓ اِلَیْکَ

(سورۃ آل عمران 76:3)

ترجمہ: ان اہل کتاب میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کے پاس ڈھیروں ڈھیر مال بھی بطور امانت رکھ دو تو وہ تمہیں واپس کردیں گے۔

10۔ غیروں سے حسن سلوک کی تعلیم:

مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے مابین پرامن اور خوشگوار تعلقات کے قیام کے لئے مندرجہ بالا اصولوں کے ساتھ قرآن کریم اپنے ماننے والوں کو امن پسند غیروں سے حسن سلوک، منصفانہ برتاؤ اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس اعلیٰ تعلیم کے الفاظ ہیں:

لَا یَنْهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْهِمْ

(سورۃ الممتحنہ 60 :9)

ترجمہ: جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں قتال نہیں کیا اور نہ تمہیں بے وطن کیا، ان کے ساتھ احسان کرنے اور انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنے سے اللہ تمہیں نہیں روکتا۔

حیرت انگیز وسیع النظری کے حامل ان اصولوں پر پورا عمل کھلے اور محبت بھرے دل ہی کر سکتے ہیں اور چونکہ آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ شفیق اور محبت کرنے والے وجود تھے۔ اس لئے آپ نے ان اصولوں کو اپنا کر مذہبی رواداری کا ایسا عظیم اظہار فرمایا جو رہتی دنیا تک اس راہ پر چلنے والوں کے لئے نمونہ رہے گا۔ آپ کی حیات طیبہ ایسے پیارے واقعات سے پُر ہے۔ ان میں سے چند نو عناوین کے تحت درج ذیل ہیں:

1۔ عام تمدنی اور معاشرتی تعلقات:

i۔ سب کو سلام:

دینِ حق امن اور سلامتی کا مذہب ہے اس کا ہر آن اظہار وہ سلام ہے جس کا باہم ملاقات پر اظہار ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سلام کو عام کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اَفْشُوا السَّلَام

(صحیح بخاری۔ کتاب الادب)

یعنی سلام کو پھیلاؤ۔

یہ حکم عام ہے اور اس میں پہلے سے جان پہچان کی بھی کوئی شرط نہیں۔ جیسا کہ ایک اور حدیث میں فرمایا:

سلام کہہ ان کو جن کو تو پہچانتا ہے اور جن کو تو نہیں پہچانتا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاستئذان)

آپ خود بھی سلام کہنے میں مومن اور کافر میں بھی کوئی فرق نہ کرتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ:

'ایک دفعہ آنحضرت ﷺ مدینہ میں ایک گروہ کے پاس سے گزرے جن میں یہودی اور مشرک بھی تھے آپؐ نے انہیں السلام علیکم کہا۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الاستئذان)

ii۔ مہمان نوازی:

آنحضرت ﷺ کافروں کی مہمان نوازی بھی کھلے دل سے فرماتے چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ: ایک دفعہ ایک غیر مسلم آنحضرت ﷺ کے ہاں مہمان ہوا۔ آپؐ نے اسے بکری کا دودھ دوہ کر دیا لیکن وہ سیر نہ ہوا۔ پھر دوسری بکری کا دودھ پیش کیا پھر بھی اس کی تسلی نہیں ہوئی۔ اس پر تیسری، چوتھی یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ آپؐ اُس کی اس حرص پر مسکرائے لیکن مہمان سے کوئی بات نہ کی۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الاطعمہ)

iii۔ دعوت قبول کرنا:

آنحضرت ﷺ غیر مسلموں کی دعوت بھی قبول کر لیتے اور ان کے ساتھ اور ان کے برتنوں میں کھانے پینے میں کوئی عار نہ جانتے جیسا کہ درج ذیل واقعات سے ظاہر ہے:

خیبر کی ایک یہودی عورت زینب بنت حرث نے آپ کی خدمت میں بکری کے بھنے ہوئے گوشت کا تحفہ پیش کیا آپ نے اسے قبول فرما لیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں زہر ملا ہوا تھا۔

(سیرت حلبیہ اردو۔ جلد سوئم نصف اول، کراچی: دارالاشاعت، 1999ء، صفحہ 180)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے حضور ﷺ کی دعوت کی اور جو کی روٹی اور چربی پیش کی۔ حضور ﷺ نے یہ دعوت قبول فرمائی۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 3، صفحہ 211 بحوالہ اسلام اور غیر مسلم رعایا از ملک سیف الرحمٰن صاحب، صفحہ 20)

iv۔ تحفہ قبول کرنا:

آنحضرت ﷺ غیر مسلموں کا تحفہ بھی قبول کر لیتے۔ ایسا ایک واقعہ درج ذیل ہے:

یہودانِ بنو نظیر میں سے مخرق نامی ایک یہودی نے مرتے وقت اپنے سات باغ آنحضرت ﷺ کے نام بطور ہبہ وصیت کئے۔ جو آنحضرت ﷺ نے قبول فرمائے۔

(روض الانف، جلد 2، صفحہ 143 بحوالہ اسلام اور غیر مسلم رعایا از ملک سیف الرحمٰن صاحب، صفحہ 21)

v۔ عیادت:

آنحضرت ﷺ بیماروں کی عیادت کرنے میں مسلم و غیر مسلم میں کوئی فرق نہ کرتے تھے۔ جیسا کہ مولانا شبلی نعمانی اور مولانا سلیمان ندوی نے سیرت النبی ﷺ پر اپنی کتاب میں لکھا ہے:

'بیماروں کی عیادت میں دوست و دشمن، مومن و کافر کی تخصیص نہ تھی۔'

(سیرۃ النبی ﷺ، جلد دوم، طبع چہارم۔ لاہور: اسلامی کتب خانہ، صفحہ 259)

صحیح بخاری میں غیر مسلموں کی عیادت کا ایک واقعہ یوں لکھا ہے:

'ایک دفعہ مدینہ میں ایک یہودی نوجوان بیمار ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ کو اس کا علم ہوا تو عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کی حالت کو نازک پا کر اسے تبلیغ فرمائی اور فرمایا' خدا کا شکر ہے کہ ایک روح آگ کے عذاب سے نجات پا گئی۔'

(صحیح بخاری۔ کتاب الجنائز، باب عیادت المشرک)

vi۔ جنازہ کا احترام:

آنحضرت ﷺ جنازوں کے احترام میں مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہ کرتے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں درج ہے:

شام کی فتح کے بعد دو صحابہ ایک جنازہ کو دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ ایک نئے مسلمان نے تعجب کیا اور کہا یہ تو ایک عیسائی کا جنازہ تھا۔ انہوں نے جواب دیا ہاں ہم جانتے ہیں مگر آنحضرت ﷺ کا یہی طریق تھا۔ ایک بار ایک جنازہ کے احترام میں آپؐ کھڑے ہو گئے تو کسی نے کہا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ تھا تو فرمایا: 'کیا یہودی انسان نہیں ہوتے! اور کیا ان میں خدا کی پیدا کی ہوئی جان نہیں؟'

(صحیح بخاری۔ کتاب الجنائز۔ باب مَن قام لِجَنَازۃِ یہودی و مسند احمد بن حنبل جلد 6)

vii۔ مُردوں کا احترام:

انسانی لاشوں کے احترام میں بھی آپؐ مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تمیز نہ فرماتے۔ جیسا کہ درج ذیل واقعات سے ظاہر ہے:

'ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کئی سفر کئے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپؐ نے کسی انسان کی نعش پڑی دیکھی ہو اور اسے دفن نہ کروایا ہو۔ کبھی یہ نہیں پوچھا کہ یہ مسلمان ہے یا کافر۔'

(مستدرک حاکم، جلد 1 بحوالہ اسوۂ انسان کامل از حافظ مظفر احمد صاحب۔ مطبوعہ لاہور: دارالاشاعت، 2004ء، صفحہ 542)

بدر میں ہلاک ہونے والے 24 مشرک سرداروں کو بھی آپؐ نے خود میدان بدر میں ایک گڑھے میں دفن کروایا تھا۔

(صحیح بخاری۔کتاب المغازی)

غزوہ احزاب میں ایک مشرک سردار نوفل بن عبداللہ خندق میں گر کر ہلاک ہو گیا۔مشرکین مکہ نے اس کی لاش کے بدلے دس ہزار درہم کی پیش کش کی۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ان کا مردہ واپس لوٹا دو، ہمیں نہ اس کے جسم کی ضرورت ہے اور نہ قیمت کی۔

(سیرۃ ابن ہشام، جلد 3، صفحہ 273 بحوالہ اسوۂ انسان کامل از حافظ مظفر احمد صاحب۔لاہور: دارالاشاعت، 2004ء، صفحہ 543)

viii۔ پڑوسی کے حقوق:

پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں قرآن کریم کی روشن تعلیم ہے کہ:

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ

(سورۃ النساء 37:4)

ترجمہ: رشتہ دار ہمسائیوں اور بے تعلق ہمسائیوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔

یہ تعلیم مسلم اور کافر میں کوئی فرق نہیں کرتی۔آنحضرت ﷺ نے بھی مومنوں کو پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی تاکید فرمائی۔اور خود بھی مسلم اور غیر مسلم میں کسی فرق کے بغیر پڑوسیوں سے حسن سلوک کیا۔ویسے بھی مکہ میں آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ کے بیشتر پڑوسی مسلمان نہ تھے۔پھر آنحضرت ﷺ کے اسوہ کے مطابق یہ تعلیم ایسے پڑوسی کے لئے بھی ہے جو خواہ غیر ہونے کے ساتھ مخالف اور بدسلوکی کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔جیسا کہ درج ذیل واقعہ سے ظاہر ہے:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ابولہب اور عتبہ میرے پڑوسی تھے اور میں ان کی شرارتوں میں گھرا ہوا تھا۔یہ لوگ مجھے تنگ کرنے کے لئے غلاظت کے ڈھیر میرے دروازے پر ڈال دیتے۔میں باہر نکلتا تو خود اس غلاظت کو راستہ سے ہٹاتا اور صرف اتنا کہتا:

اے عبدالمناف کے بیٹو! کیا یہی حق ہمسائیگی ہے؟

(طبقاتِ ابن سعد، جزو اول)

ix۔ چھینک پر دعا:

آنحضرت ﷺ نے چھینک پر دعا کی تعلیم فرمائی۔

(صحیح بخاری۔کتاب الادب)

اور اس پر عمل میں کوئی تفریق نہ کی۔چنانچہ اس تعلیم پر یہودیوں کے حق میں آپؐ کے عمل کا ایک واقع یوں ملتا ہے:

کسی یہودی کو حضور ﷺ کی مجلس میں چھینک آجاتی تو آپؐ اسے یہ دعا دیتے۔کہ اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال اچھا کر دے۔ (سیوطی)

x۔ لین دین:

لین دین رکھنے اور معاملہ کرنے میں بھی آنحضرت ﷺ نے مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں کیا۔

مدینہ کے یہود سے آخر وقت تک آپؐ کا لین دین اور معاملہ رہا۔بوقتِ وفات بھی آنحضرت ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس 30 صاع غلّے کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی۔(صحیح بخاری۔کتاب المغازی)

2۔ بلاامتیاز خدمت:

آنحضرت ﷺ بنی نوع انسان سے عام محبت کرتے اور آپؐ کا دامن شفقت سب کے لئے پھیلا رہتا۔آپؐ کے اس لطف وکرم سے اپنے اور غیر سب فیض اٹھاتے۔دوسروں کے کام آنے کے لئے آپؐ مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہ کرتے۔

آپؐ کا مکہ میں ایک بوڑھی عورت کا بوجھ اٹھا کر اس کی مدد کرنا ایک ایسا واقعہ ہے جو بچہ بچہ کے علم میں ہے کہ اس نے آپؐ کا شکریہ ادا کیا اور نصیحت کی کہ بیٹا! یہاں ایک شخص جادوگر رہتا ہے اس سے بچ کر رہنا اور اس کا نام محمدؐ ہے تو حضورؐ نے فرمایا وہ تو میں ہی ہوں۔اس پر اس بڑھیا نے کہا تب تو مجھ پر جادو چل گیا ہے۔

اسی طرح ایک اور واقعہ عام ہے۔جس میں آپؐ نے مکہ میں نو وارد اراشی نامی ایک شخص کا حق دلانے کے لئے اپنے ایک جانی دشمن ابوجہل کے در پر دستک دی۔یہ نووارد غیر مسلم بھی تھا اور اجنبی بھی۔

(تاریخ ابن ہشام۔بیروت: دارالفکر، جلد 2، صفحہ 123-124 بحوالہ اسوۂ انسان کامل از حافظ مظفر احمد صاحب، لاہور: دارالاشاعت، 2004ء، صفحہ 185)

3۔ بلاامتیاز عدل وانصاف:

اختلاف عقیدہ انصاف کرنے کی راہ میں روک نہ بنے۔یہ قرآنی حکم ہے جس پر آنحضرت ﷺ نے حیرت انگیز طور پر عمل فرمایا۔درج ذیل چند واقعات اس کا نمونہ ہیں۔

i۔ یہودی قرض خواہ:

ایک موقع پر ایک یہودی قرض خواہ نے آنحضرت ﷺ سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہوئے گستاخی کے کلمات کہے اور آنحضور ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر اتنے بل دیئے کہ چہرہ مبارک کی رگیں اُبھر آئیں۔حضرت عمرؓ نے جو اس موقع پر موجود تھے سختی سے اس یہودی کو ڈانٹ کر روکا۔آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا، 'عمر! تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔تمہیں چاہئے تھا کہ اس کو نرمی سے سمجھاتے۔

بعد ازاں حضورؐ نے قرض کی ادائیگی کے ساتھ کچھ زائد کھجور اس سخت کلام کو زائد کے طور پر ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

(مستدرک حاکم بحوالہ اسوۂ انسان کامل از حافظ مظفر احمد صاحب۔لاہور: دارالاشاعت، 2004ء، صفحہ 571)

ii۔ خیبر کے یہود کے حق میں فیصلہ:

آپؐ کے ایک صحابی محیصہ خیبر میں شہید کر دیئے گئے۔ان کے ورثاء حضور ﷺ کے پاس قصاص کا دعویٰ لے کر آئے۔حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم قسم کھا کر قاتل کا تعین کر سکتے ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو وہاں پر موجود نہ تھے اس لئے ہم کیسے قسم کھا سکتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا ثبوت کے بغیر قصاص کیسے ممکن ہے؟ اب صرف یہی صورت ہے کہ خیبر کے یہودی جن پر تمہیں شبہ ہے قانون کے مطابق پچاس قسمیں کھائیں کہ انہیں قاتل کا علم نہیں۔ورثاء نے کہا کہ ان یہودیوں کا کیا اعتبار؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ باز پرس کی اجازت نہیں۔کیونکہ قانون میں کسی امتیاز کی گنجائش نہیں۔اس کے بعد آپؐ نے اپنے پاس سے دیت ادا کر دی۔

(صحیح بخاری۔کتاب الجہاد)

iii۔ یہودی قبیلہ بنونضیر کو بچوں کو ساتھ لے جانے کی اجازت:

جب بنونضیر کو ان کی غداری اور فتنہ انگیزی کی سزا میں مدینہ سے جلاوطن کیا گیا اور انہوں نے اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی لے جانا چاہا جو انصار کی اولاد تھے مگر زمانہ جاہلیت میں منت ماننے کے نتیجہ میں یہودی بنا دئے گئے تھے۔تو انصار نے انہیں مدینہ میں روک لینا چاہا۔معاملہ پیش ہونے پر آنحضرت ﷺ نے انصار کے خلاف فیصلہ فرمایا۔اور یہ فرما کر کہ 'جو شخص بھی یہودی ہے اور جانا چاہتا ہے ہم اسے روک نہیں سکتے'۔بنونضیر کو مسلمان انصار کے قبل اسلام کے ان بچوں کو اپنے ہمراہ لے جانے کی اجازت دے دی۔

(سنن ابوداؤد۔کتاب الجہاد)

iv۔ خیبر کے یہود کے گلہ کی واپسی:

جنگ خیبر کے محاصرہ کے دوران ایک یہودی رئیس کا گلہ بان مسلمان ہو گیا۔یہودی رئیس کا گلہ اس کے ہمراہ تھا جس کے بارے میں اس نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا! یا رسول اللہ ﷺ ان بکریوں کا میں کیا کروں؟ فرمایا! 'ان کا منہ قلعہ کی طرف کر کے ہانک دو' ایسا ہی کیا گیا۔

(سیرت حلبیہ اردو، جلد سوئم نصف اول۔کراچی: دارالاشاعت، 1999ء، صفحہ 137-138)

یہ حالت جنگ میں غیر مسلم دشمن کے لئے خوراک کے ذخیرہ

کی فراہمی تھی لیکن چونکہ انصاف کا تقاضا یہی تھا اس لئے آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

4۔ غیروں کی جان و مال کا تحفظ:

غیروں کی جان و مال کے آپ ہمیشہ محافظ رہے۔ ایسے چند واقعات درج ذیل ہیں:

1۔ فتح خیبر کے موقع پر یہود نے شکایت کی کہ بعض مسلمانوں نے ان کے جانور لوٹے اور پھل توڑے ہیں۔ آنحضرت ﷺ ناراض ہوئے اور تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ 'اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ تم بغیر اجازت کسی کے گھر گھس جاؤ اور پھل وغیرہ توڑو'۔

(سنن ابوداؤد۔ جزو ثانی، صفحہ 424۔ بحوالہ اسلام اور غیر مسلم رعایا از ملک سیف الرحمٰن صاحب، صفحہ 24)

2۔ ایک سفر کے دوران کھانے کو کچھ نہ تھا کہ کافروں کی کچھ بکریاں نظر آئیں بعض اصحاب نے انہیں پکڑ کر ذبح کر لیا اور ہنڈیا چڑھا دی۔ آنحضرت ﷺ کو علم ہوا تو آپ تشریف لائے اور کمان سے ہانڈیاں الٹ دیں اور فرمایا 'لوٹ کی چیز مردار سے زیادہ حلال نہیں'۔

(سیرۃ ابن ہشام جزو ثانی صفحہ 188 بحوالہ اسلام اور غیر مسلم رعایا از ملک سیف الرحمٰن صاحب، صفحہ 24-25)

3۔ ایک غزوہ میں مشرکین کے چند بچے لپیٹ میں آکر ہلاک ہو گئے۔ حضور ﷺ کو پتہ لگا تو فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جنہوں نے معصوم بچوں کو بھی قتل کر ڈالا؟ ایک صحابی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ وہ مشرکین کے بچے ہی تو تھے۔ فرمایا! 'مشرکین کے بچے بھی تمہاری طرح کے انسان ہیں اور بہترین انسان بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں'۔

(مسند احمد بن حنبل۔ جلد 4، صفحہ 24 بحوالہ اسلام اور غیر مسلم رعایا از ملک سیف الرحمٰن صاحب، صفحہ 25)

5۔ غیروں سے معاہدات کی پابندی:

صلح حدیبیہ کا معاہدہ جہاں اور کئی روشن پہلوؤں کا حامل ہے۔ وہیں آنحضرت ﷺ کے غیروں سے معاہدات کے احترام کی ایک حیرت انگیز مثال بھی ہے۔ جیسا کہ درج ذیل سے ظاہر ہے:

واقعات کے مطابق صلح حدیبیہ کے موقع پر شرائط طے پا گئی تھیں گو ابھی معاہدہ لکھا نہ گیا تھا کہ کفار کے نمائندے سہیل بن عمرو کا اپنا بیٹا حضرت ابوجندلؓ جو مکہ میں مسلمان ہونے کے جرم میں قید و بند جھیل رہا تھا۔ مسلمانوں کے حدیبیہ پہنچنے کی خبر سن کر گرتے پڑتے اس حال میں وہاں آن پہنچے کہ پاؤں میں بیڑیاں تھیں اور جسم پر زخموں کے نشان، آکر پناہ کے طالب ہوئے۔ مسلمانوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں۔ لیکن سہیل معترض ہوا اور کہا کہ معاہدہ طے پا چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے اتفاق کیا۔ اس پر حضرت ابوجندلؓ نے عرض کیا: کیا آپ مجھے پھر ان کافروں کے حوالے کر دیں گے، جنہوں نے مجھے اتنی تکلیفیں پہنچائی ہیں اور ظلم کئے ہیں؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ابوجندل! صبر کرو اللہ تمہارے اور دیگر مظلوموں کے لئے کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔ اب صلح ہو چکی ہے اور ہم ان لوگوں سے اپنا عہد نہیں توڑ سکتے۔

(سیرت ابن ہشام اردو۔ لاہور: مکتبہ رحمانیہ، جلد دوم صفحہ 378)

6۔ دوسروں کے مذہبی جذبات کا احترام:

آنحضرت ﷺ غیر مسلموں کے مذہبی جذبات کا بہت احترام فرماتے اور حتی الامکان ان کی دل شکنی سے احتراز فرماتے۔ ایسے چند واقعات درج ذیل ہیں:

i۔ معاہدہ صلح حدیبیہ:

1۔ معاہدہ لکھا جانے لگا تو ابتداً فرمایا لکھو! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سہیل بن عمرو نے کہا: یہ رحمان کا لفظ کیسا ہے ہم اسے نہیں جانتے اس طرح لکھا جائے جس طرح عرب لکھتے ہیں:

بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

2۔ پھر فرمایا۔ یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ نے کیا ہے۔

سہیل نے جھٹ اعتراض کیا اور کہا: رسول اللہ کا لفظ ہم نہیں لکھنے دیں گے۔ محمد بن عبداللہ لکھو۔

یہ لفظ لکھا جا چکا تھا۔ فرمایا: کاٹ دو۔

حضرت علیؓ نے جو معاہدہ لکھ رہے تھے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں تو آپؐ کے نام کے ساتھ یہ لفظ کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے نشان دہی کروا کر یہ لفظ خود کاٹ دئے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب المغازی بحوالہ سیرت خاتم النبیین ﷺ از قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 764-765)

ii۔ دوسروں کے جذبات کے احترام میں مقام کے اظہار میں کمی:

ایک دفعہ ایک صحابی نے کسی یہودی کے سامنے آنحضرت ﷺ کی حضرت موسیٰؑ پر ایسے رنگ میں فضیلت بیان کی جس سے اس یہودی کو صدمہ پہنچا تو آنحضرت ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ ٹھیک ہے میں افضل الانبیاء اور خاتم النبیین ہوں لیکن دوسروں کی دلداری کی خاطر میرے حق کے باوجود لَا تُخَیِّرُونِیْ عَلٰی مُوْسٰی

(صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر سورہ اعراف)

یعنی مجھے موسیٰؑ پر فضیلت نہ دیا کرو۔

iii۔ حضرت یونسؑ کو اپنا بھائی کہنا:

دوسروں کے جذبات کے احترام کی خاطر ایک اور موقع پر فرمایا:

مجھے یونس بن متیٰ پر فضیلت نہ دیا کرو۔ (صحیح بخاری)

پھر طائف سے واپسی پر نینوا کے عیسائی غلام عدّاس کے سامنے بھی حضرت یونسؑ کو اپنا بھائی قرار دیا۔

(ابن ہشام و طبری۔ بحوالہ سیرت خاتم النبیین ﷺ از قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 183)

iv۔ زبانی اظہارِ اسلام کو کافی جاننا:

مذہبی جذبات کے احترام کا ایک انتہائی اعلیٰ رخ آپ کا یہ اسوہ تھا کہ آپ کسی بھی فرد کے اپنے عقیدہ کے اظہار کو حتمی جانتے اور اس بات کو سخت ناپسند فرماتے کہ کسی عقیدہ کے اظہار پر اس بناء پر شک کیا جائے کہ یہ کسی اور غرض کے تحت ہے اور اظہار کرنے والے کے دل میں کچھ اور ہے۔

ایک لڑائی میں حضرت اسامہ بن زیدؓ نے ایک کافر کو باوجود یہ کہنے کے، کہ میں مسلمان ہوتا ہوں، قتل کر دیا۔ یہ واقعہ جب آپؐ کے سامنے ذکر ہوا تو آپؐ حضرت اسامہؓ پر سخت ناراض ہوئے اور ان کے اس عذر پر کہ وہ شخص دل سے مسلمان نہ ہوا تھا۔ آپؐ نے تکرار سے فرمایا:

'کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا'۔ آپؐ کی ناراضگی اس قدر تھی کہ حضرت اسامہؓ نے تمنا کی کہ کاش میں اس واقعہ سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا'۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الایمان)

7۔ مسجد نبوی ﷺ کا غیر مسلموں کے لئے کھلا رکھنا:

مذہبی رواداری کا ایک اور حسین پہلو آنحضرت ﷺ کا اپنی مسجد کو غیر مسلموں کے لئے کھلا رکھنا تھا۔ جیسا کہ درج ذیل دو واقعات سے ظاہر ہے:

i۔ نجران کے عیسائی:

فتح مکہ کے بعد دس ہجری میں نجران کے عیسائیوں کا 60 افراد پر مشتمل ایک وفد مدینہ آیا۔ دوران گفتگو ان کی نماز کا وقت آگیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو مسجد میں اپنے طریق کے مطابق عبادت کی اجازت دی۔ چنانچہ عیسائیوں نے مسجد نبوی ﷺ میں مشرق کی طرف منہ کر کے عبادت کی۔ (زرقانی، جلد 2، صفحہ 135)

ii۔ طائف کا مشرک سردار:

فتح مکہ کے بعد طائف سے بنوثقیف کے مشرکین کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی سربراہی عبد الیل نامی وہی سردار کر رہا تھا۔ جس نے آنحضرت ﷺ کے سفر طائف کے دوران آپ کو انتہائی دکھ دیا تھا۔ اس وفد کے قیام کے لئے حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں خیمے نصب کروائے۔ بعض صحابہؓ نے یہ بھی کہا کہ: 'آپ ان کو مسجد میں ٹھہراتے ہیں حالانکہ وہ مشرک ہیں اور مشرک نجس ہوتے ہیں' آپؐ نے فرمایا کہ 'یہ ارشاد الٰہی دلوں کی گندگی کے لئے ہے اور شرک کی نجاست خدا کی زمین کو ناپاک نہیں کیا کرتی'۔

(احکام القرآن۔ جلد 3، صفحہ 109 بحوالہ اسلام اور غیر مسلم رعایا از ملک سیف الرحمٰن صاحب، صفحہ 23)

8۔ بلا لحاظ عقیدہ باہمی تعاون:

اختلاف عقیدہ کے ساتھ باہم تعاون کی سب سے اعلیٰ مثال وہ میثاق مدینہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے مدینہ کی پہلی مسلم حکومت کے آئین کے طور پر منظور فرمایا اور جس کے فریق، مسلمان، یہود اور مشرکین تھے۔ اس معاہدے میں غیر مذاہب کے لوگوں کو مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم قرار دیا گیا۔ اور سب کو اپنے عقائد پر رہنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی آزادی کا حق تسلیم کیا گیا۔ جس کی چند شقیں درج ذیل ہیں:

i۔ تمام مذاہب کے لوگ اور تمام اقوام وقبائل ایک امت مانی جائیں گی۔

ii۔ کسی فریق کی جنگ کی صورت میں مسلمان غیر مسلموں کی مدد کریں گے اور غیر مسلم، مسلمانوں کی اعانت کریں گے۔

iii۔ یہود کے تعلقات جن قوموں سے دوستانہ ہوں گے، ان کے حقوق مسلمانوں کی نظر میں یہود کے برابر ہوں گے۔

(سیرت ابن ہشام اردو۔ لاہور: مکتبہ رحمانیہ، جلد اول، صفحہ 439-442)

9۔ حیرت انگیز مذہبی آزادی کا قیام:

آنحضرت ﷺ نے حیرت انگیز مذہبی آزادی کو قائم فرمایا۔ اس آزادی کے تین تابناک رخ درج ذیل ہیں۔

i۔ اپنے دین پر قائم رہنے کی آزادی:

دین حق میں جبر نہیں اس لئے آپ کی زندگی میں جہاں بھی غلبہ ہوا۔ وہاں رہنے والے غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی مکمل آزادی دی گئی جیسے:

1۔ پہلی اسلامی ریاست مدینہ میں بسنے والے یہود و مشرکین

2۔ خیبر کے یہودی

3۔ فتح مکہ کے بعد وہاں کے مشرکین سب کو مکمل مذہبی آزادی رہی۔

نجران کے عیسائیوں سے جو معاہدہ ہوا اس میں انہیں مکمل مذہبی آزادی دی گئی۔ اس میں منجملہ اور باتوں کے لکھا گیا:

'مسلمان ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کریں گے۔ ان کا کوئی گرجا گرایا نہیں جائے گا۔ نہ ہی کسی اسقف یا کسی پادری کو بے دخل کیا جائے گا۔ اور نہ ہی ان کے حقوق میں کوئی تبدیلی یا کمی بیشی ہوگی۔ نہ انہیں ان کے دین سے ہٹایا جائے گا۔ اور ان پر کوئی ظلم یا زیادتی نہیں ہوگی۔' (سنن ابوداؤد۔ کتاب الخراج)

ii۔ بلا شرط ایمان عام معافی:

فتح مکہ کے موقع پر بلا شرط ایمان مخالفین کو عام معافی دی گئی۔ ان معافی پانے والوں میں دین حق کے کئی بڑے بڑے دشمن بھی شامل تھے جیسے:

ابوسفیان، ہندہ، عکرمہ، حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی اور آپؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا قاتل ہبار۔

iii۔ مسلمان نہ ہونے کے اعلانیہ اظہار کے باوجود دشمن کو معافی:

مشرک سردار صفوان بن امیہ نے جنگ بدر کے بعد عمیر بن وہب کو زہر میں بجھی تلوار کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو نشانہ بنانے کے لئے مدینہ بھیجا۔ فتح مکہ کے بعد بھاگ کر جدہ چلا گیا۔ اس کے چچا زاد نے امان کی درخواست کی۔ آنحضرت ﷺ نے امان دی اور اپنا عمامہ بطور نشانی عطا فرمایا۔ جس پر صفوان لوٹ آیا۔ لیکن بجائے ایمان لانے کے یہ کہا:

'میں تمہارا دین ابھی قبول نہیں کروں گا مجھے دو مہینے کی مہلت دو'

آپؐ نے جواباً فرمایا: 'دو نہیں تم چار مہینے لے لو'

یوں یہ ایک دشمن کو ایمان نہ لانے کے اعلانیہ اظہار کے باوجود معافی تھی۔

(سیرت حلبیہ اردو۔ کراچی: دار الاشاعت، 1999ء، جلد سوم نصف اول، صفحہ 286-287)

حاصلِ کلام:

آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مذہبی رواداری کی یہ حیرت انگیز تعلیم اور اس کے مطابق آپؐ کا روشن اسوۂ حسنہ، تنگ نظری، تعصب اور انسانی بھائی چارے کو کچلنے والے تمام محرکات کی مؤثر نفی کرتا ہے۔ اور یوں یہ انسانیت پر آپؐ کا ایک عظیم احسان ہے۔ جس کا احساس کر کے ہر دل آپ ﷺ کی محبت سے بھر جاتا ہے اور زبانوں پر بے اختیار یہ الفاظ آ جاتے ہیں۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید۔

آج ہر طرف تعصب اور تنگ نظری کے اندھیرے پھیلے ہوئے ہیں۔ جنہیں روشنی میں بدلنے کی خاطر آنحضرت ﷺ کے اس مبارک اسوہ کا خوب پرچار کرنے کی ضرورت ہے۔ تا لوگوں کے علم میں آئے کہ قرآنی تعلیم کی رو سے ہر شخص کو ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ تمام مذاہب کے بانی اور پیشوا عزت اور احترام کے مستحق ہیں۔ اور اچھے تمدنی اور معاشرتی تعلقات کے قیام اور باہمی معاملات کے کرنے میں مذہبی عقیدہ کا فرق بے تعلق بات ہے۔

بقیہ از حضرت صوفی کرم الٰہی صاحبؓ

اور وہاں چند یوم بیمار رہ کر 16 فروری 1934ء بعمر 70 سال وفات پاگئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

پیش آمدہ حالات کے ماتحت ان کی نعش قادیان دارالامان نہیں جا سکی اس لئے میرٹھ میں ہی ایک قبرستان میں دفنائے گئے اور یادگار میں ایک کتبہ ان کے نام کا بہشتی مقبرہ قادیان میں لگوا دیا گیا جس کا نمبر 265 ہے۔

آخر میں احباب کی خدمت میں میری درخواست ہے کہ والد صاحب بزرگوار مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا مغفرت فرماویں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو بروز قیامت اپنے مقربین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اٹھائے اور ان کی اولاد کو جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہے، ہدایت پر قائم رکھے اور نیکیاں کرنے کی توفیق دے اور جو سلسلہ میں شامل نہیں ان کو ہدایت عطا فرمائے، آمین''

(مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ۔ 15 مارچ 1959ء، صفحہ 5)

حضرت صوفی کرم الٰہی صاحبؓ ممبر جماعت احمدیہ کی والدہ صاحبہ جن کی عمر قریباً اسی (80) سال تھی 7 مارچ 1926ء لاہور میں بقضائے الٰہی فوت ہو گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(مطبوعہ روزنامہ الفضل قادیان۔ 19 مارچ 1926ء، صفحہ 2، کالم 3)

حضرت امام ابن ماجہ رحمہ اللہ

مکرم مولانا سلطان نصیر احمد صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ

حضرت امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کا پورا نام ابو عبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ الربعی القزوینی المعروف بابن ماجہ ہے۔آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔آپ کی پیدائش ایران کے شہر قزوین میں 209 ھجری بمطابق 824ء کو ہوئی۔آپ قزوین (ایران) کی وجہ سے قزوینی بھی کہلاتے ہیں۔حضرت امام ابن ماجہ رحمہ اللہ ،قبیلہ ربیعہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ربعی کہلاتے ہیں۔

ابن ماجہ رحمہ اللہ کے بارہ میں مختلف اقوال ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ ماجہ آپ کی والدہ محترمہ کا نام تھا۔بعض علماء کے نزدیک ماجہ آپ کے والد گرامی کا لقب تھا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم قزوین سے ہی حاصل کی۔پھر ان کے دل میں احادیث جمع کرنے اور انہیں مدون کرنے کا شوق پیدا ہوا۔آپ نے بچپن سے ہی علماء بالخصوص حدیثِ نبوی ﷺ کے شیوخ کی مجالس میں بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔بائیس برس کی عمر میں سفر کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا جو کہ اس زمانے میں علمائے حدیث کا طریقہ تھا۔اس کے لئے آپ نے عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ، شام و مصر کا سفر اختیار کیا۔اس دوران انہوں نے کئی آئمہ اور علمائے حدیث سے ملاقات کی اور ان سے احادیثِ نبوی ﷺ سنیں۔

15 برس تک کئی ملکوں کا سفر کرنے کے بعد واپس قزوین پہنچے۔اس وقت تک ان کو شہرت حاصل ہو چکی تھی اور طلبا ہر جگہ سے ان کے پاس آیا کرتے تھے۔قزوین میں انہوں نے خود کو تالیف و تصنیف اور روایتِ حدیث میں مصروف کر لیا۔آپ کو اسلامی تاریخ کی معروف شخصیات اور حدیث نبوی ﷺ کے آئمہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

آپ علم و فضل کی طرح تقویٰ اور زہد و صلاح کے بھی جامع تھے۔احکام شریعت کی سختی سے پابندی کیا کرتے تھے اور پوری طرح سنتِ رسول ﷺ کی پیروی کرتے تھے۔

تفسیر ابن ماجہ

حضرت امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے قرآن کریم کی تفسیر لکھی۔اس میں آپ نے قرآن پاک کی تفسیر کے سلسلہ میں جس قدر احادیث اور صحابہ اور تابعین کے اقوال مل سکے ہیں ان سب کو بالاسناد روایت کیا ہے۔

علامہ سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں تفسیر ابن ماجہ کا ذکر کیا ہے کہ یہ صحابہ و تابعین کے اقوال کی جامع تھی۔یہ کتاب اب نایاب ہے۔

تاریخ اسلام

آپ نے ایک کتاب تاریخ اسلام کے متعلق بھی لکھی۔اس کے متعلق حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی ،شروط الائمۃ الستہ میں لکھتے ہیں کہ میں نے قزوین میں امام ابن ماجہ کی تاریخ کا نسخہ دیکھا تھا یہ عہد صحابہ سے لے کر ان کے زمانہ تک کے رجال اور امصار کے حالات پر مشتمل ہے۔یہ کتاب بھی اب نایاب ہے۔

سنن ابن ماجہ

آپ کو اپنی کتاب السنن یا سنن ابن ماجہ کے حوالے سے شہرت حاصل ہوئی۔سنن ابن ماجہ احادیث نبوی ﷺ کی چھ معروف ترین کتابوں یعنی صحاح ستہ میں سے ہے۔یہ ابنِ ماجہ کی نمایاں اور اہم ترین تالیف ہے۔سنن ابن ماجہ کے اب تک بہت سے نسخے عرب و عجم سے شائع ہو چکے ہیں۔

ابن ماجہ رواۃ حدیث کے انتخاب کے معاملہ میں وسیع المشرب ہیں۔شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی سنن میں ایسی روایات لانا چاہتے تھے جو دوسری کتب اصول میں نہیں۔

ایک رائے کے مطابق سنن ابن ماجہ میں 32 کتب، 1510 ابواب اور 4000 روایات شامل ہیں جب کہ محمد فواد عبدالباقی کی ترقیم کے مطابق سنن ابن ماجہ 37 کتب، 1560 ابواب اور 4341 روایات پر مشتمل ہے۔

ان میں سے 3002 احادیث صحاح ستہ کی باقی پانچ کتابوں میں بھی مذکور ہیں۔مصنف ابن ماجہ نے 1339 مزید احادیث کا اضافہ اپنی سنن میں کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کو بدء الوحی سے شروع کیا ہے۔امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے دیباچہ میں اسناد درجاتِ رواۃ اور حدیث کے اتصال اور عدم سے بحث کی ہے۔جب کہ امام ابن ماجہ نے اتباع سنت کو شروع میں رکھا ہے اور روایت حدیث میں احتیاط برتنے پر زور دیا ہے اور رائے اور قیاس کا رد کیا ہے۔اور فضائل صحابہ پر ختم کیا ہے اور پھر آداب علم بیان کئے ہیں اور خاتمہ ابواب زہد پر کیا ہے۔

سنن ابن ماجہ کا ایک اعزاز

سنن ابن ماجہ کو ایک اعزاز یہ حاصل ہے کہ اس میں کتاب الفتن ،باب شدۃ الزمان میں درج ایک حدیث **لا المھدی الا عیسیٰ** کے بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”لا المھدی الا عیسیٰ والی حدیث ہے۔محدثین اس پر کلام کرتے ہیں۔مگر مجھ پر خدا تعالیٰ نے یہی ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔“ (ملفوظات۔جلد دوم،صفحہ 45)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حدیث **لا المھدی الا عیسیٰ** کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسیٰ کی خو اور طبیعت پر آئے گا اور کوئی بھی مہدی نہیں آئے گا۔یعنی وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خو اور طبیعت اور طریق تعلیم پر آئے گا یعنی بدی کا مقابلہ نہ کرے گا اور نہ لڑے گا اور پاک نمونہ اور آسمانی نشانوں سے ہدایت کو پھیلائے گا اور اسی حدیث کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں لکھی ہے جس کے لفظ یہ ہیں کہ **یضع الحرب** یعنی وہ مہدی جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کر دے گا۔“ (حقیقۃ المہدی۔روحانی خزائن،جلد 14،صفحہ 431)

وفات

آپ کی وفات 22 رمضان المبارک 273 ھجری بمطابق 887ء کو 64 سال کی عمر میں پیر کے دن ہوئی۔

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت صوفی کرم الٰہی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکرم مولانا غلام مصباح بلوچ صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت صوفی کرم الٰہی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد مکرم میاں اللہ دتہ صاحب لاہور کے رہنے والے تھے۔ آپؓ نہایت نیک اور متقی وجود تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے جلد بعد ہی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور مخلص وجود ثابت ہوئے۔ آپؓ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے رقم فرمودہ 313 کبار صحابہؓ میں شامل ہیں، آپؓ کا نام اس فہرست میں 290 نمبر پر کرم الٰہی صاحب کمپازیٹر۔ لاہور درج ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 328)

آپؓ کے ایک فرزند حضرت صوفی فضل الٰہی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی زمرہ اصحابِ احمد میں شامل تھے، آپؓ مکرم ناصر احمد صوفی صاحب ٹورانٹو کے والد تھے۔

حضرت صوفی فضل الٰہی صاحبؓ اپنے والد محترم حضرت صوفی کرم الٰہی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میرے والد حضرت صوفی کرم الٰہی صاحب لاہور کے باشندے تھے، آپؓ کے والد صاحب، جب کہ آپ پرائمری میں پڑھ رہے تھے، فوت ہو گئے اور آپؓ پر اپنی والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ کا بوجھ بھی آن پڑا، اور آپؓ ملازمت کرنے پر مجبور ہو گئے، شروع ملازمت میں آپ کی تنخواہ بہت ہی قلیل تھی، آپؓ نے کچھ عرصہ دستکاری کر کے بھی گزارہ کیا۔ جب آپ اپنی شادی اور ہمشیرہ کی شادی کرنے پر مقروض ہو گئے تو آپ شملہ چلے گئے اور گورنمنٹ سنٹرل پریس شملہ میں ملازم ہو گئے اور آخر اسی پریس سے پنشن پائی۔

اوائل عمر میں ہی پیر و مرشد کی تلاش کی دھن تھی۔ ایک بزرگ جو سرحد کے باشندے تھے جنہوں نے ایک سو چار سال کی عمر پا کر وفات پائی، کے ہاتھ پر بیعت کی، وہ نقشبندی طریقہ پر عامل تھے۔

اسی عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف براہین احمدیہ دیکھنے کا اتفاق ہوا تو اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معتقد ہو گئے۔ اس وقت آپ شملہ میں تھے، موسم سرما میں رخصت لے کر اپنے وطنِ مالوف لاہور گئے تو آپ قادیان بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ نقشبندی طریقہ پر درود و وظائف کے عامل تھے، اللہ اللہ کے ورد کی اتنی مشق تھی کہ بعض دفعہ خود بخود ہی ان کے سینہ سے اللہ اللہ کی آواز آتی رہتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مرشد نے، جن کے آپ مرید تھے، ایک دفعہ یہ بھی فرمایا تھا کہ تمہیں ایک کامل پیر ملنے والا ہے، جب وہ ملے اس کا انکار مت کرنا۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہو گئے تو آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ مبارک میں عرض کیا کہ حضور میں پہلے بھی ایک مرشد کا مرید ہوں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ تو نور علیٰ نور ہے مگر اب ان کی بیعت فسخ ہو جائے گی اور اللہ اللہ کے وظیفہ کے متعلق دریافت کرنے پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسے وظیفوں کا کچھ فائدہ نہیں، یہ لاحاصل ہیں مثلاً اگر مجھے کوئی پکارتا رہے، میں اس کی آواز تو سنوں گا مگر جب تک کہنے والے کا عندیہ یا منشا معلوم نہ ہو اور مطلب کا پتہ نہ چلے کہ کس لئے مجھے پکار رہا ہے تو میں اس کی مطلب براری کیسے کروں گا، یہی حال ایسے وظیفوں کا ہے۔

ایک دفعہ آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضور آیہ کریمہ کون سی ہے؟ لوگ عموماً اس آیت لا اِلٰہ اِلا انت سبحانک اِنی کنت مِن الظالِمین کا وظیفہ کرتے ہیں اور اسی کو آیہ کریمہ کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پر فرمایا کہ آیہ کریمہ سارا قرآن شریف ہے اور اسی کا تلاوت کے ذریعہ وظیفہ کرتے رہنا چاہئے۔

یہ دریافت کرنے پر کہ اسم اعظم کون سا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''اسم اعظم اللہ'' ہے۔

میرے والد صاحبؓ سفید رنگ کے خوبصورت اور چھوٹے قد کے تھے اور آپؓ کا چہرہ نورانی تھا، بہت سیدھے سادھے انسان تھے، لباس ہمیشہ سادہ ہوتا تھا اور عموماً زمین پر ہی سویا کرتے تھے۔ سادہ اور خاموش طبیعت رکھتے تھے۔ فریب، دھوکہ، مکاری اور بناوٹ سے آپؓ کو نفرت تھی۔ لڑائی اور جھگڑا کرنے کی عادت نہ تھی، اپنے کام سے سروکار تھا۔ کسی کی غیبت اور عیب نکالنے کے عادی نہ تھے۔ آپؓ کی زندگی ایک درویشانہ زندگی تھی۔

آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت 1894ء کے آخر میں یا 1895ء کے آغاز میں کی تھی۔

جب آپؓ کے دوستوں، آشناؤں اور رشتہ داروں کو معلوم ہوا کہ آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے تو انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ مرزائی ہو گئے ہیں اور یہ کہتے کہ دیکھو جی ہمارے صوفی صاحب کتنے سیدھے اور بھولے انسان ہیں کہ مرزا صاحب کے مرید ہو گئے ہیں۔

جب بازار میں کسی کام کے لئے گھر سے نکلتے تو لوگ انگشت نمائی کرتے کہ وہ مرزائی جا رہا ہے۔

مگر آپؓ اپنے عقیدے پر مستقل رہے اور اس عقیدے کو ظاہر کرنے میں کسی سے خائف نہ ہوئے۔ ان کے ایک دوست جو اسی پریس میں کام کرتے تھے انہوں نے بھی بیعت تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کر لی مگر انہوں نے اخفا میں رکھا اور بہت عرصہ تک لوگوں کے ڈر کے مارے اپنے عقیدے کو ظاہر نہ کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آپؓ نے بلا تامل خلیفۃ المسیح الاول حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی اور ان کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیعت میں بغیر تردد کے شامل ہو گئے اور مرتے دم تک آپ اپنے عقیدہ پر قائم رہے۔

آپؓ اصحاب کی فہرست میں 290 نمبر پر شمار ہوئے۔ آپؓ موصی تھے، آپ کی وصیت کا نمبر 163 تھا۔ آپ 1934ء میں اپنے چھوٹے لڑکے بشیر احمد مرحوم کے پاس میرٹھ گئے۔

(باقی صفحہ 17)

وطن سے وفاداری

مکرم طارق حیدر صاحب ونڈسر

جماعت احمدیہ عالمگیر نے اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں امن کا راستہ کے عنوان سے ایک بین الاقوامی تحریک کا آغاز کیا ہے جو نو (9) نکات پر مشتمل ہے ان نکات کو سمجھنا اور سچے دل سے انسانیت کو امن کے اس راستے کا پیغام دینا ہی دراصل احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا بنیادی مقصد ہے۔ چنانچہ درج ذیل مضمون اس سلسلے کی ایک کاوش ہے، جس میں وطن سے وفاداری کے طریق اسلامی اصولوں کی روشنی میں تلاش نے کی کوشش کی گئی ہے۔

لغوی اعتبار سے 'وطن' کے معنی جائے سکونت اور اقامت گاہ کے ہیں۔ (المنجد)

وطن کی محبت کا تقاضا ہے کہ ایک محبّ وطن اپنے ملک سے ثقافتی اور فکری طور پر جڑا ہوا اور وہ اپنے ملک وقوم کی بقا کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے ہمہ وقت تیار ہو، یہاں تک کہ جان کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کرے، اسلام کی کامل تعلیم انسان کو ہر سطح پر اپنے عہد کو مکمل طور پر نبھانے کا درس دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ ابراھیم میں انسانوں پر بے شمار انعامات کے ذکر کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کا ذکر کیا ہے جو آپؑ نے اپنے وطن کے لئے کی، جیسا کہ فرمایا:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ٥ (سورۃ ابراھیم 36:14)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ابراہیمؑ نے کہا اے میرے رب! اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔

اسلام جو امن اور سلامتی کا حقیقی علمبردار ہے کہ جس کی بنیاد ہی حضرت ابراہیمؑ کی اس بابرکت دعا سے ہوئی اور آنحضور ﷺ نے وطن کی محبت کو ایمان کا حصہ قرار دے کر رہتی دنیا تک مسلمانوں کو امن، سلامتی اور اخوت کا وہ عظیم الشان درس دیا کہ دنیا کا اور کوئی مذہب اس سے بہتر وطن سے محبت کی عکاسی کرتا نظر نہیں آتا۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا:

"اے مکہ! تو میرا پیارا شہر اور پیارا وطن تھا اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں ہرگز نہ نکلتا۔" (سنن ترمذی۔ کتاب المناقب، باب فضل مکۃ)

یہ کلمات ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی زبان پر تھے جب انہیں مکہ سے نکالا جا رہا تھا اور اس سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ مکہ کی سرزمین سے کتنی محبت کرتے تھے۔ آپؐ نے نامعلوم کتنی اذیتوں کا سامنا کیا پھر بھی مکہ میں رہنے کو ترجیح دی۔ مگر پھر مجبوراً آپؐ کو جانا پڑا اور جاتے ہوئے آپؐ کی چہرے پر اداسی اور آنکھوں میں آنسو تھے اور یہ اپنے پیارے وطن کی محبت کی وجہ سے ہی تھے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے وطن کی محبت کے ذکر میں امام عبدالرحمٰن عبداللہ احمد السہیلی نے الروض الانف میں بیان کیا ہے کہ:

جب ورقہ بن نوفل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا کہ آپؐ کی قوم آپؐ کی تکذیب کرے گی تو آپؐ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ ثانیاً جب اس نے بتایا کہ آپؐ کی قوم آپؐ کو تکلیف و اذیت میں مبتلا کرے گی تب بھی آپؐ نے کچھ نہ کہا۔ تیسری بات جب اس نے عرض کی کہ آپؐ کو اپنے وطن سے نکال دیا جائے گا تو آپؐ نے فوراً فرمایا او مخرِجی؟ کیا وہ مجھے میرے وطن سے نکال دیں گے؟ یہ بیان کرنے کے بعد امام لکھتے ہیں: فَفِی ھٰذا دلِیل علیٰ حُبِ الوَطنِ وشِدّۃِ مفارقتِہِ علی النَفسِ میں آپؐ کی اپنے وطن سے شدید محبت پر دلیل ہے اور یہ کہ اپنے وطن سے جدائی آپؐ پر کتنی شاق تھی۔

(الروض الانف- عبدالرحمٰن عبداللہ احمد السہیلی، 1:413-414، طرح التثریب فی شرح التقریب للعراقی، 4:185)

وطن سے محبت کا فطری تقاضا ہے کہ حکومت وقت کی اطاعت کی جائے، مگر اللہ جو سب سے بڑا حاکم ہے اس کی اطاعت سب سے بڑھ کر ہو، یعنی بالترتیب اللہ، اس کے رسول ﷺ اور پھر اولِی الامر کی اطاعت کا حکم ہے، جیسا کہ اس آخری زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحفۂ قیصریہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"اسلامی تعلیم کی رو سے دین اسلام کے حصے صرف دو ہیں، یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیم دو بڑے مقاصد پر مشتمل ہے۔ اول ایک خدا کو جاننا، جیسا کہ وہ فی الواقع موجود ہے اور اس سے محبت کرنا اور اس کی سچی اطاعت میں اپنے وجود کو لگانا جیسا کہ شرط اطاعت و محبت ہے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قویٰ کو خرچ کرنا اور بادشاہ سے لے کر ادنیٰ انسان تک جو احسان کرنے والا ہو شکر گزاری اور احسان کے ساتھ معاوضہ کرنا اسی لئے ایک سچا مسلمان جو اپنے دین سے واقعی خبر رکھتا ہو اور اس گورنمنٹ کی نسبت جس کی ظل عاطفت کے نیچے امن کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور ہمیشہ اخلاص اور اطاعت کا خیال رکھتا ہے اور مذہب کا اختلاف اس کو سچی اطاعت اور فرما برداری سے نہیں روکتا۔"

(تحفۂ قیصریہ۔ روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 28-29)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

قرآن میں حکم ہے اطِیعوا اللّٰہ واطِیعواالرسول واولِی الامرِ منکم۔ اب اولِی الامر کی اطاعت کا صاف حکم ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ گورنمنٹ مِنکم میں داخل نہیں۔ تو یہ اس کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ جو بات شریعت کے موافق کرتی ہے۔ وہ مِنکُم میں داخل ہے۔ جو ہماری مخالفت نہیں کرتا۔ وہ ہم میں داخل ہے۔ فرمایا:

اشارۃ النص کے طور پر قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے۔ یعنی صاف طور پر ظاہر ہے۔ اس آیت میں قرآن کریم سے بڑا واضح اشارہ ہے۔

(باقی صفحہ 36)

مرسلہ شعبہ امور عامہ جماعت احمدیہ کینیڈا

ازافاضات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قرض لینے والے کس قسم کا نمونہ دکھائیں؟

حضورانور نے فرمایا:

اب میں جو قرض لینے والے ہوتے ہیں ان کو کس قسم کا نمونہ دکھانا چاہئے، ان کے بارہ میں کچھ بتاؤں گا کہ قرض کی واپسی کس طرح کرنی چاہئے اور کتنی فکر سے اور کتنی جلدی کرنی چاہئے۔ اس سلسلے میں تو سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کا اپنا نمونہ ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ سے (قرض کی واپسی کا) تقاضا کیا اور شدت سے کام لیا، سختی سے بات کی تو صحابہؓ نے اس کو مارنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو یہ صاحب حق ہے۔ (یعنی جس نے قرض لینا ہو) اس کو کہنے کا حق ہے۔ پھر فرمایا اس کے اونٹ کی مانند اس کو اونٹ دے دو۔ تو صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ ہے (ویسا نہیں بلکہ اس سے بہتر ہیں) تو آپؐ نے فرمایا اس کو وہی دے دو، تم میں سے بہتر وہ ہے جو (قرض کی) ادائیگی میں بہترین انداز اپناتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ فی قضا الدیون)

تو قرض لینے والے بھی یاد رکھیں کہ جب قرض لیں تو اس نیت سے لیں کہ ایک تو جلد واپس کرنا ہے اور جب واپس کرنا ہے تو احسن طریق پر کوشش کرکے، اگر کچھ بڑھا کے واپس کرنا ہے تو یہ سب سے اچھا طریقہ ہے اور یہ بڑھا کر واپس دینا سود نہیں ہے بلکہ یہ احسان ہے۔ وہ شکریہ کے جذبات ہیں کہ ضرورت کے وقت کوئی شخص آپ کے کام آیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’شرع میں سود کی یہ تعریف ہے کہ ایک شخص اپنے فائدہ کے لئے دوسرے کو روپیہ قرض دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے۔ یہ تعریف جہاں صادق آوے گی وہ سود کہلاوے گا۔

لیکن جس نے روپیہ لیا ہے اگر وہ وعدہ وعید تو کچھ نہیں کرتا اور اپنی طرف سے کچھ زیادہ دیتا ہے اور دینے والا اس نیت سے نہیں دیتا کہ سود ہے تو وہ سود میں داخل نہیں ہے۔ وہ بادشاہ کی طرف سے احسان ہے۔ پیغمبر خدا نے کسی سے ایسا قرضہ نہیں لیا کہ ادائیگی کے وقت اسے کچھ نہ کچھ ضرور زیادہ (نہ) دے دیا ہو۔ یہ خیال رہنا چاہئے کہ اپنی خواہش نہ ہو، خواہش کے برخلاف جو زیادہ ملے وہ سود میں داخل نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 166-167۔ ہفت روزہ البدر قادیان۔ 27 مارچ 1903ء)

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دولت مند کا (قرض ادا کرنے میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو ٹال مٹول کرنے والے کا پیچھا کرنے کو کہا جائے تو چاہئے کہ وہ (ٹال مٹول کرنے والے کا) پیچھا کرے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الحوالۃ، باب الحوالات و ھل یرجع فی الحوالۃ)

جان بوجھ کر قرض واپس نہ کرنے والے صدقہ کھاتے ہیں

تو بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ قرض لے لیا اور واپس نہیں کرتے۔ بینکوں سے لیتے ہیں اور نیت یہی ہوتی ہے کہ بہت ہی کوئی پیچھے پڑے گا تو واپس کریں گے ورنہ نہیں کریں گے۔ پاکستان وغیرہ اور ایسے ملکوں میں بڑے بڑے لوگ یہی کرتے ہیں قرض لے لیتے ہیں اور پھر سالوں ان کے پیچھے بینک پھرتے رہتے ہیں پھر جب کبھی زور چلا تو مل ملا کے معاف کروالیا۔ اگر ایسے لوگوں کو کوئی کہے کہ صدقہ لے لو تو بڑا برا منائیں گے کہ ہمیں کہہ رہے ہو، اتنے امیر آدمی کو کہ صدقہ لے لو، لیکن قرض جو اس طرح مارنے والے ہیں وہ صدقہ کھانے والے ہی ہیں یا قرض لینا بھی ایک قسم کا صدقہ ہی ہے، اس کو ہضم کر جاتے ہیں اور کوئی فکر نہیں ہوتی، بہرحال جماعت میں بھی بعض اوقات بعض واقعات ایسے ہو جاتے ہیں اور پھر نظام جماعت ان کو حق دلوانے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ سب احتیاط سے کام لیں۔

قرض میں ٹال مٹول قرض دار کی آبرو اور سزا کو حلال کردیتا ہے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قرض ادا کرسکنے والے کا ٹال مٹول کرنا (یعنی جس کو توفیق ہو کہ قرض ادا کرسکے اس کا پھر ٹال مٹول کرنا) اس کی آبرو اور اس کی سزا کو حلال کر دیتا ہے۔

(سنن ابو داؤد۔ کتاب الحوالات، باب الحوال)

تو ایسے لوگوں کے خلاف جماعت کے اندر جب نظام جماعت حرکت میں آتا ہے تو کہتے ہیں کہ دیکھو یہ ہماری خاندانی عزت سے کھیلا گیا۔ فلاں عہدیدار نے ہماری بےعزتی کی یا قضا نے ہمیں غلط سزا دی۔ تو ایسے لوگ جو صاحب استطاعت ہوں اور پھر بھی تعاون نہ کریں تو اس حدیث کی رو سے ان سے ایسا سلوک جائز ہے۔ اگر ان کی بےعزتی بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور جب نظام جماعت ایسا سلوک کرتا ہے تو ان کو پھر شور مچانے کا بھی کوئی حق نہیں ان کو پہلے ہوش کرنی چاہئے۔

قرض واپسی کی نیت سے لیا جائے

پھر ایک روایت میں آتا ہے جس شخص نے لوگوں سے واپس کرنے کی نیت سے مال (قرض پر) لیا اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادائیگی کرا دے گا اور جو شخص مال کھا جانے اور تلف کر جانے کی نیت سے لے گا اللہ تعالیٰ اسے تلف کر دے گا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاستقراض واداء الدیون باب من اخذ اموال الناس یرید اداء ھا..)

تو نیت نیک ہونی چاہئے اللہ تعالیٰ بھی مدد فرماتا ہے اور اگر بری نیت ہوگی تو اس میں برکت بھی نہیں ہوگی۔ پس نیتوں کو صاف رکھنا چاہئے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ بعض لوگ صرف قرض اس لئے لیتے ہیں کہ چلو سہولت میسر آگئی ہے، کہیں سے لے لو واپس تو کرنا نہیں تو ایسے لوگ نہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ نہیں لیتے بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مورد

ٹھہرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ مقروض کا جنازہ نہ پڑھاتے

آنحضرت ﷺ تو مقروض کے بارے میں اس قدر احتیاط کرتے تھے کہ آپؐ جنازہ بھی نہیں پڑھایا کرتے تھے۔

حضرت سلمٰی بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی گئی تو آپؐ نے پوچھا اس کے ذمہ کوئی قرض تو نہیں ادا کرنا؟ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں (پھر) پوچھا کیا اس نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے؟ جواب دیا گیا کہ نہیں۔ آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

پھر ایک اور جنازہ لایا گیا، صحابہؓ نے درخواست کی یا رسول اللہ! اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔ آپؐ نے پوچھا کیا اس کے ذمے کوئی قرض تو نہیں ہے؟ عرض کیا گیا ہاں! (پھر) پوچھا کیا کوئی چیز اس نے ترکہ میں چھوڑی ہے؟ عرض کیا تین دینار، آپؐ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا صحابہؓ نے عرض کیا حضور اس کی نماز جنازہ پڑھادیں آپؐ نے فرمایا کیا اس نے کوئی چیز (ترکہ میں) چھوڑی ہے۔ صحابہؓ نے کہا نہیں، پھر دریافت کیا، کیا اس کے ذمے کوئی قرض ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا تین دینار ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ (یعنی آپؐ نے نہیں پڑھائی اور کہا کہ دوسرے پڑھ لیں۔) تو ابو قتادہ نے عرض کی یا رسول اللہ! اس کا جنازہ پڑھادیں۔ اس کا قرض میرے ذمہ ہے اس پر آنحضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الحوالۃ، باب اذا احال دین المیت علی رجل جاز)

قرض کا معاملہ کفر کے برابر ہے

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں کفر اور قرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (یہ آپؐ دعا کر رہے تھے) ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا قرض کا معاملہ کفر کے برابر کیا جائے گا؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

(مسند احمد بن حنبل مسند باقی المکثرین، جلد3، صفحہ 38)

بہت بڑا انذار ہے۔ ایک طرف تو ہم ایمان لانے کا دعویٰ کریں اور مومنوں میں شمار ہونے کی خواہش کریں دوسری طرف بلاوجہ قرضوں میں پھنس کر دین سے دُور ہٹ رہے ہوں۔ قرض ادا کرنے کے معاملہ میں لیت ولعل سے کام لینے والے ہوں اور کفر کی طرف بڑھ رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے۔''

مقروض جھوٹ بولتا اور وعدہ خلافی کرتا ہے

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں گناہوں اور قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں کسی کہنے والے نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے قرض کے بارہ میں کتنی ہی زیادہ پناہ طلب کرتے ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک شخص جب مقروض ہوجاتا ہے تو بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کر کے خلاف ورزی کرتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاستقراض واداء الدیون باب من استعاذ من الدین)

قرض کی واپسی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''عدل کی حالت یہ ہے جو متقی کی حالت نفس امارہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس حالت کی اصلاح کے لیے عدل کا حکم ہے اس لیے نفس کی مخالفت کرنی پڑتی ہے مثلاً کسی کا قرضہ ادا کرنا ہے لیکن نفس اس میں یہی خواہش کرتا ہے کہ کسی طرح سے اس کو دبالوں اور اتفاق سے اس کی میعاد بھی گزر جاوے۔ اس صورت میں نفس اور بھی دلیر اور بے باک ہوگا کہ اب تو قانونی طور پر بھی کوئی مواخذہ نہیں ہوسکتا۔ مگر یہ ٹھیک نہیں، عدل کا تقاضا یہی ہے کہ اس کا دین واجب ادا کیا جاوے اور کسی حیلے سے اور عذر سے اس کو دبایا نہ جاوے۔

فرمایا:

''مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پرواہ نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں اپنے قرضوں کے ادا کرنے میں۔ یہ عدل کے خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ تو ایسے لوگوں کی نماز نہ پڑھتے تھے۔ پس تم میں سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضوں کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہیئے اور ہر قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دور بھاگنا چاہیئے کیونکہ یہ امر الٰہی کے خلاف ہے۔''

(ملفوظات۔ جلد4، صفحہ 607، والحکم 24 جنوری 1906ء)

(بحوالہ کتاب تلقینِ عمل صفحات 373/369 ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

(مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ۔ 5 نومبر 2011ء، صفحہ 3)

اس کی قسمت کو پھر لگ گئے چار چاند

مکرم مبارک احمد ظفر صاحب

پھر وہ جاتا نہیں کوئی در سے ترے
پی لیا جس نے پانی تمہارا اگر

اس کی قسمت کو پھر لگ گئے چار چاند
مل گیا جس کو تیرا سہارا اگر

وہ کہیں کا بھی رہتا نہیں اس کے بعد
جس کو نظروں سے تونے اتارا اگر

اب سفینہ نوح میں ہے امن و امان
اس پہ آبیٹھو چاہو کنارا اگر

دوڑتا وہ مدد کو چلا آگیا
جب بھی مشکل میں اس کو پکارا اگر

زندگی میں نکھار آئے گا خوب تر
نفسِ امارّہ کو جس نے مارا اگر

اوجِ افلاک پر جھلملانے لگے
جو بنا اس کی آنکھوں کا تارا اگر

تختِ جور وستم سب الٹ جائیں گے
دے دیا اس نے کُــن کا اشارہ اگر

اک گروہِ مریداں اُمڈ آئے گا
کم تعصب کا ہو جائے پارا اگر

اس کی غیرت کو جوش آئے گا تب ظفر
شور کوچے میں پہنچے ہمارا اگر

رپورٹ مساعی جامعہ احمدیہ کینیڈا

(ماہ ستمبر و اکتوبر 2019ء)

فضل اللہ منیب، متعلم درجہ رابعہ

الحمدللہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے تعلیمی سال 2019 تا 2020ء کا باقاعدہ آغاز مورخہ 9 ستمبر 2019 بروز سوموار کو ہوا۔

ممبران مجلسِ علمی برائے تعلیمی سال 2019-2020ء

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے تعلیمی سال کے آغاز میں مورخہ 14 ستمبر 2019 کو مجلسِ علمی کے سیکرٹریان کے انتخابات ہوئے۔ مجلسِ علمی کے نگران مکرم سہیل احمد ثاقب صاحب، استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا ہیں۔ امسال نائب نگران مجلسِ علمی فرخ رحمان طاہر، درجہ خامسہ منتخب ہوئے ہیں جب کہ معاون کے طور پر ہاشم عثمان، درجہ خامسہ کو مقرر کیا گیا ہے۔ منتخب ہونے والے دیگر سیکرٹریان کے نام بمع شعبہ جات، معاونین وانچارج شعبہ جات درج ذیل ہیں:

شعبہ	نگران استاد	سیکرٹری	معاونین	شعبہ کے بنیادی کام
علمی مقابلہ جات	مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب	مکرم فضل اللہ منیب صاحب، درجہ رابعہ	مکرم ادیب احمد صاحب، مکرم حاشر احمد صاحب، مکرم جنید اسلم صاحب، مکرم سید حاشر ہود صاحب، مکرم طاہر میاں صاحب	☆ طلبہ جامعہ اور گروپس کے مابین علمی مقابلہ جات کروانا ☆ جامعہ احمدیہ کی تاریخ مدوّن کرنا ☆ مفوضہ تحقیقی امور سرانجام دینا
علمی سیمینار	مکرم سہیل احمد ثاقب صاحب	مکرم طارق محمود صاحب، درجہ رابعہ	مکرم حارث احمد صاحب، مکرم عطا الکریم صاحب، مکرم مرغوب احمد صاحب، مکرم رستگار احمد صاحب	☆ دوران سال طلبہ درجہ خامسہ کے سیمینار منعقد کرنا ☆ نمائش کا اہتمام کرنا ☆ نمائش پر مبنی کتابچہ تیار کرنا
مجلس ارشاد	مکرم عبدالنور عابد صاحب	مکرم صہیب احمد صاحب، درجہ ثالثہ	مکرم سید عادل احمد صاحب، مکرم حمزہ عبید اللہ صاحب، مکرم منیب اقبال صاحب، مکرم قاسم گھمن صاحب	☆ دوران سال جلسوں اور ادبی و علمی مجالس کا اہتمام کرنا ☆ مہمانوں کے لیکچرز کا انتظام کرنا ☆ جامعہ کی تعارفی سرگرمیاں سرانجام دینا
اشاعت	مکرم فرحان حمزہ قریشی صاحب	مکرم مشہود احمد صاحب، درجہ ثالثہ	مکرم جلیس ڈار صاحب، مکرم فطین ریاض صاحب، مکرم حسان منہاس صاحب، مکرم ذیشان عاکف صاحب، مکرم ولید منگلا صاحب	☆ نیوز لیٹر تیار کرنا اور طلبہ سے مضامین لکھوانا ☆ احمدیہ گزٹ کینیڈا کے لئے رپورٹ تیار کرنا ☆ جامعہ کے سوشل میڈیا اکاونٹ کی نگرانی کرنا

مجلسِ علمی کی سرگرمیوں کی تفصیل

شعبہ علمی مقابلہ جات

نتیجہ مقابلۂ تلاوت منعقدہ مورخہ 20 ستمبر 2019ء

پوزیشن	نام طالب علم	گروپ
اوّل	مکرم مرغوب صدیقی صاحب، درجہ اولیٰ	شجاعت
دوم	مکرم ہاشم عثمان صاحب، درجہ خامسہ	دیانت
سوم	مکرم فرخ رحمان صاحب، درجہ خامسہ	رفاقت

نتیجہ مقابلۂ نظم، منعقدہ مورخہ 27 ستمبر 2019ء

پوزیشن	نام طالب علم	گروپ
اوّل	مکرم فرخ رحمان طاہر صاحب، درجہ خامسہ	رفاقت
دوم	مکرم عطاء الکریم صاحب، درجہ رابعہ	رفاقت
سوم	مکرم حسان منہاس صاحب، درجہ رابعہ	رفاقت

نتیجہ مقابلہ فی البدیہہ انگریزی تقریر منعقدہ مورخہ 25 اکتوبر 2019ء

پوزیشن	نام طالب علم	گروپ
اول	مکرم حافظ عدنان احمد صاحب، درجہ ثانیہ	دیانت
دوم	مکرم فطین ریاض صاحب، درجہ رابعہ	شجاعت
سوم	مکرم مزمل لوریز وجلال صاحب، درجہ رابعہ	شجاعت
سوم	مکرم رستگار احمد صاحب، درجہ اولیٰ	شجاعت
سوم	مکرم سرمد احمد صاحب، درجہ ممہدہ	امانت

مجلسِ ارشاد

لیکچرز کا انعقاد

طلبہ کے تعلیمی معیار کو صیقل کرنے کے لئے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ماہرین کو جامعہ احمدیہ میں مدعو کیا جاتا ہے جو طلباء کو مختلف عناوین پر لیکچرز دیتے ہیں۔ ماہ ستمبر و اکتوبر میں ہونے والے لیکچرز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تاریخ	نام	عنوان
12 ستمبر 2019ء	مکرم ڈاکٹر ایمن عودہ صاحب، انچارج مرکزی عربی ویب سائیٹ	حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عربی کلام پر ہونے والے اعتراضات کا جواب
18 ستمبر 2019ء	مکرم مولانا خالد محمود شاہد صاحب، مبلغ انچارج، کانگو کنشاسا	افریقہ میں خدمات
28 ستمبر 2019ء	مکرم مولانا اکرام ناصر مانگٹ صاحب، مربی سلسلہ، فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ	سیرت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ
28 ستمبر 2019ء	مکرم مولانا نجیب اللہ ایاز صاحب، مربی سلسلہ، دفتر امیر جماعت کینیڈا	حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مربیانِ کرام کو نصائح
19 اکتوبر 2019ء	مکرم رانا سردار محمد خان صاحب، صدر قضاء بورڈ، ربوہ پاکستان	دار القضاء کا تعارف اور قبولیتِ احمدیت کے ایمان افروز واقعات
26 اکتوبر 2019ء	مکرم نوید الاسلام صاحب، انچارج شعبہ DPO جماعت کینیڈا و معاون صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا	Cybersecurity

جلسہ سیرت النبی ﷺ

مورخہ 12 اکتوبر 2019ء بروز ہفتہ جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی صدارت مکرم عبدالرزاق فراز صاحب، استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا نے کی۔ لبیب احمد شاہ، درجہ سادسہ نے قرآن کریم کی تلاوت کی جس کے بعد فرخ رحمٰن طاہر، درجہ خامسہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اردو منظوم نعتیہ کلام ترنم سے پڑھا۔ اس جلسہ میں کل تین (3) تقاریر پیش کی گئیں:

مقرر	عنوان
مکرم ارسلان وڑائچ صاحب، درجہ سادسہ	The Holy Prophet's sa Passion for Tabligh
مکرم ارسلان احمد صاحب، درجہ خامسہ	آنحضرت ﷺ کا غلاموں سے حسنِ سلوک
مکرم شجر احمد کنگ صاحب، درجہ سادسہ	The Holy Prophet's sa Magnificent Effect on People

پہلی دو تقاریر کے بعد حسان منہاس، درجہ ثالثہ نے خوش الحانی سے نعت پیش کی۔ اور آخر پر یہ جلسہ دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

شعبہ کھیل کی سرگرمیاں

سالانہ دوڑ

مورخہ 21 ستمبر 2019ء کو جامعہ احمدیہ کینیڈا نے اپنی سالانہ دوڑ یا endurance run منعقد کی۔ اس سال اس دوڑ کے لئے 22 کلومیٹر کا فاصلہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس دوڑ میں نمایاں پوزیشن حاصل

کرنے والے طلباء کے نام ذیل میں درج ہیں:

پوزیشن	نام طالب علم	گروپ
اوّل	مکرم اسماعیل گومیز، درجہ اولیٰ	شجاعت
دوم	مکرم طلحہ احمد صاحب، درجہ ممہدہ	دیانت
سوم	مکرم ماہر محمود صاحب، درجہ ثانیہ	امانت

مسرور انٹرنیشنل باسکٹ بال ٹورنامنٹ

حسبِ سابق اس سال بھی جامعہ احمدیہ کینیڈا کی باسکٹ بال ٹیم کو مسرور انٹرنیشنل باسکٹ بال ٹورنامنٹ (MIST) میں مدعو کیا گیا تھا۔ ٹورنامنٹ شکاگو، امریکہ میں منعقد ہوا۔ جامعہ احمدیہ کی ٹیم مکرم آصف احمد خان صاحب، استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا اور مکرم حافظ مجیب الرحمٰن صاحب، استاد حفظ القرآن سکول کی قیادت میں مورخہ 17 اکتوبر 2019 امریکہ کے لئے روانہ ہوئی۔ اگلے دن مورخہ 18 اکتوبر 2019ء بروز جمعۃ المبارک طلباء کو شکاگو کے گردونواح کے مختلف جماعتی سینٹروں میں نماز جمعہ پڑھانے کی توفیق ملی۔

ٹورنامنٹ کا باقاعدہ آغاز مورخہ 19 اکتوبر 2019ء بروز ہفتہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹیم نے خوب محنت اور لگن سے جامعہ کی نمائندگی کی توفیق پائی۔

جامعہ کی ٹیم کے کھلاڑیوں کے نام درج ذیل ہیں:

ساغر باجوہ (کیپٹن)، فہد پیرزادہ، شجر احمد کنگ، قاسم گھمن، حافظ مبین ڈوگر، طاہر میاں، ذیشان عاکف، عمر چوہدری، ابتسام احمد، فاتح عالم۔

متفرق امور

مذاہبِ عالم کانفرنس میں شرکت

مورخہ 22 ستمبر 2019 کو یونیورسٹی آف واٹرلو کے ہیومینیٹیز تھیٹر میں سالانہ مذاہبِ عالم کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ امسال کانفرنس کا عنوان ''How to Establish a Just Society'' تھا۔ جامعہ احمدیہ کی نمائندگی میں درجہ خامسہ وسادسہ کے طلباء نے کانفرنس میں شرکت کی توفیق پائی۔

جماعت ویسٹرن بریمپٹن کے واقفینِ نو کا دورہ

مورخہ 12 اکتوبر 2019ء کو جماعت احمدیہ ویسٹرن بریمپٹن کے 27 واقفینِ نو اطفال کا وفد جامعہ احمدیہ کینیڈا کا دورہ کرنے آیا۔ ان واقفین کو جامعہ احمدیہ کی عمارت، کلاس رومز اور نمائش کا دورہ کروایا گیا۔ بعد ازاں جامعہ احمدیہ کے متعلق ایک تعارفی اور معلوماتی پروگرام پیش کیا گیا۔

مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کی نیشنل مجلسِ شوریٰ

مورخہ 19 تا 20 اکتوبر 2019ء کو مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کی نیشنل مجلسِ شوریٰ منعقد ہوئی۔ اس موقع پر جامعہ احمدیہ کینیڈا کے چھ (6) طلباء نے مجلس جامعہ احمدیہ کی نمائندگی کی توفیق پائی۔

نیشنل وقفِ نو اجتماع

مورخہ 27 اکتوبر 2019ء بروز اتوار، جماعت احمدیہ کینیڈا کے نیشنل وقفِ نو اجتماع کے موقع پر جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء نے خدمت کرنے کی توفیق پائی۔ کل 20 طلباء کو مختلف نوعیت کی ڈیوٹیاں دی گئیں۔ مثلاً پریزنٹیشنز دینا، سٹیج سیکرٹری کی خدمات سرانجام دینا اور واقفینِ نو کو جامعہ احمدیہ کا دورہ کروانا۔

ایک خصوصی پروگرام 13 سے 18 سال کے واقفینِ نو کے لئے جامعہ احمدیہ کے ہال میں منعقد کیا گیا۔ جس میں 150 سے کچھ زائد واقفینِ نو نے شرکت کی۔ اس پروگرام کے آغاز پر مرغوب احمد صدیقی، درجہ اولیٰ نے تلاوت کی جس کے بعد دانیال محمود، درجہ ثالثہ نے واقفینِ نو سے ''Why You Should Choose Jamia'' کے عنوان پر تقریر کی۔ بعد ازاں مشہود احمد اور حاشر احمد، درجہ رابعہ نے جامعہ احمدیہ کے متعلق واقفینِ نو کے سوالات کے جوابات دیئے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء کی مساعی میں برکت ڈالے اور انہیں وقف کی حقیقی روح سے پروان چڑھائے۔

منصفانہ معاشرہ کیسے تشکیل دیا جا سکتا ہے؟

واٹرلو (اونٹاریو) میں ہونے والی 39 ویں بین المذاہب کانفرنس کا احوال

نمائندہ خصوصی محمد اکرم یوسف

عدل وانصاف کا مضمون بے حد وسیع ہونے کے علاوہ بہت گہرا اور لطیف بھی ہے، آج انسانیت کو عالمگیر نظام عدل و انصاف کے اطلاق کی اشد ضرورت ہے۔ وہ تمام بیماریاں جو انسانی تعلقات کو مکدر اور آلودہ کر رہی ہیں، عدل ہی کے عدم نفاذ کی پیداوار ہیں، آج کی دنیا جہالت اور گمراہی کے اندھیروں میں بھٹک رہی ہے اور بنی نوع انسان کو اسلام کے عالمگیر نظام عدل کی شدید ضرورت ہے۔ اِس تاریک دور میں جماعت احمدیہ عالمگیر اپنے محدود وسائل بروئے کار لا کر تمام عقائد کے اکابرین کو دنیا بھر میں دعوتِ فکر دینے میں مصروف ہے۔ یہاں اونٹاریو کے ساؤتھ ویسٹ ریجن کی جماعتوں نے اِس سال اپنی 39 ویں مذاہب عالم کانفرنس میں اسی سوال کو موضوع بنایا۔

22 ستمبر 2019ء کو ہونے والی یہ کانفرنس واٹرلو یونیورسٹی کے ہیومینیٹیز تھیٹر میں منعقد کی گئی۔ کانفرنس کی افتتاحی تقریب میں جماعت احمدیہ کینیڈا کے نیشنل نائب امیر محترم سلیم اختر فرحان کھوکھر صاحب نے فرمایا کہ مذہبی آزادی کینیڈین روایات کا بنیادی اور لازمی حصہ ہے، عبادت کا استحقاق، عقیدہ اور اظہارِ رائے ایک صحتمند معاشرے کے لئے ناگزیر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اِس کانفرنس کے دوران آپ مختلف عقائد کے معروف علماء سے انصاف پر مبنی معاشرہ کی تشکیل کے بارے میں سُنیں گے۔ میری خواہش ہے کہ آپ اپنے خیالات کا تبادلہ کریں، اپنے علم میں اضافہ کریں اور اپنے اختلافات کو قبول کرتے ہوئے اپنے ملک کو بہتر اور مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے میں مدد کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے سو سال پہلے ایسے بین المذاہب اجتماعات کی بنیاد رکھی اور بعد میں خلفائے احمدیت ایسی کانفرنسوں کی صدارت فرماتے رہے اور ہمارے موجودہ امام نے 11 فروری 2014ء کو لندن میں ایک ایسی ہی عالمی بین المذاہب کانفرنس سے خطاب کیا۔

افتتاحی تقریب

اتوار کی دوپہر ساڑھے بارہ بجے کانفرنس کے رابطہ کار محترم نبیل احمد رانا صاحب نے آج کی تقریب کے میرِ مجلس Moderator واٹرلو شہر کی کونسلر Ms.Angela Vieth کو تقریب کے آغاز کی دعوت دی۔ انجلا ایک مقامی تجارتی ادارے کی مینجنگ ڈائریکٹر ہیں اور گزشتہ بارہ سال سے واٹرلو شہر کی کونسل میں وارڈ نمبر 3 کی نمائندگی کرتی ہیں، اپنے ابتدائی خطاب میں آپ نے فرمایا کہ ورلڈ ریلیجنز کانفرنس ایک کثیرا لمذاہب پروگرام ہے جس میں نامور دانشور اکٹھے ہو کر کسی مشترکہ موضوع پر اپنے روایتی نقطۂ نظر سے گفتگو کرتے ہیں گذشتہ 39 سالوں سے ورلڈ ریلیجنز کانفرنس یہ قابلِ قدر موقع فراہم کر رہی ہے جہاں مختلف عقائد اور خیالات کے لوگ باہمی تعاون اور وقار کے ساتھ ہمارے علم میں اضافہ کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں، اِسی لئے یہ کانفرنس کینیڈا کی سب سے بڑی اور طویل المیعاد بین المذاہب کانفرنس بن گئی ہے۔ آج ہمارا موضوع ''انصاف پر مبنی معاشرہ کیونکر تشکیل دیا جاسکتا ہے'' ہوگا اور سات مختلف عقائد کے دانشور اِس گفتگو میں حصہ لیں گے۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا، جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طالب علم لبیب شاہ صاحب نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 136 کی تلاوت اور اس آیت کا انگریزی ترجمہ عزیزم جلیس احمد ڈار نے پیش کیا جس کے بعد میرِ مجلس نے تمام مذاہب و عقائد کے نمائندگان اور معزز مہمانوں کو افتتاحی تقریب کے لئے سٹیج پر آنے کی دعوت دی۔

محترم سلیم اختر فرحان کھوکھر صاحب نیشنل نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا اور کیمبرج کی ممبر پارلیمنٹ

Ms. Belinda C. Karahalios

نے ورلڈ ریلیجنز کانفرنس کی سنہری تختی سے نقاب اُٹھانے کی رسم ادا کی۔ جس کے بعد کچنر شہر کے ہائی سکول کی طالبہ اور واٹرلو کی معروف گلوکارہ

Urmi Bhavsar نے حاضرین کے ساتھ مل کر انتہائی جذباتی انداز میں کینیڈا کا قومی ترانہ گایا۔

اِس کے بعد واٹرلو شہر کی کونسلر Ms.Angela Vieth نے میرِ مجلس کی حیثیت سے کانفرنس کے آغاز کا اعلان کیا۔

محترم سلیم اختر فرحان کھوکھر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اپنے افتتاحی خطاب میں شامل ہونے والوں کو خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ ورلڈ ریلیجنز کانفرنس گذشتہ 39 سال سے مختلف مذاہب اور عقائد کو امن اور سلامتی کا ماحول قائم کرنے کے لئے جمع کرتی ہے۔ یہ ایک دوسرے کو قریب سے دیکھنے اور خیالات کو سمجھنے کا شاندار موقع ہے۔ کانفرنس کے انعقاد کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصنیف ''تحفہ قیصریہ'' کے صفحہ 4 سے ایک اقتباس پیش کیا، اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 11 فروری 2014ء کے خطاب سے ایک اقتباس پڑھ کر سُنایا جو حضور انور نے ورلڈ ریلیجنز کانفرنس لندن میں ارشاد فرمایا تھا۔

آپ کے خطاب کے بعد سات عقائد کے نمائندگان نے اپنے مقررہ دو منٹ میں باری باری اپنے عقائد کے مطابق یہ بتایا کہ وہ آج کے موضوع پر کیا کہنے والے ہیں اور پھر میرِ مجلس مس انجلا نے کانفرنس کے انعقاد پر بھیجے گئے بہت سے تہنیتی پیغامات کا ذکر کیا۔ جن میں وزیرِ اعظم کینیڈا

Right Honourable Justin Pierre Trudeau

یونیورسٹی آف واٹرلو کے وائس چانسلر اور صدر

Mr. Feridun Hamdullahpur

اور اقوام متحدہ کی 73 ویں جنرل اسمبلی کی صدر

Ms.Maria Fernanda Espinosa

کے پیغامات شامل ہیں۔ حکومتی اور سول اداروں سے کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہوئے معزز مہمانوں میں سے

مندرجہ ذیل نے حاضرین خطاب کیا۔

☆ ممبر پراونشل پارلیمنٹ (کیمبرج)
Ms. BelindaC. Karahalios

☆ ۔ گولف شہر کے کونسلر Councillor Phil Allt

☆۔ Reverend Earl Smith, Interfaith Director,Church of Scientology Toronto.

ریفرشمنٹ کے وقفہ کے بعد تقریباً 2 بج کر 20 منٹ پر باقاعدہ خطاب کے لئے تمام نمائندگان کو باری باری تیرہ تیرہ منٹ کا وقت دیا گیا۔

مذہبی نظمیں

ہر نقطۂ نظر کے بیان کے بعد اُسی عقیدہ کی مقدس کتابوں اور صحیفوں سے مرد و خواتین نظمیں گا کر سُناتے رہے۔ اسلامی نقطہ نظر کے بعد بچے اور بچیوں نے بڑے خوبصورت انداز میں قرآن کریم کی آیات پر مبنی عربی منظوم کلام پیش کیا۔

ہندومت کا نقطۂ نظر

سب سے پہلے انٹرنیشنل برہما رِشی مشن کینیڈا کی نائب صدر
Swami Chaitanya Jyoti
ہندومت کی نمائندگی کے لئے تشریف لائیں، آپ کو 2012ء میں کینیڈین سوسائٹی میں اپنی بے لوث امتیازی خدمات کے اعتراف میں کوئین ایلزبتھ ڈائمنڈ جوبلی میڈل ایوارڈ سے نوازا گیا۔

آپ نے فرمایا کہ جب ہم منصفانہ معاشرہ کی بات کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں ایک ایسے معاشرے کا تصور آتا ہے جو مساوات پر قائم ہو۔ تاہم ہمیں بالصراحت بیان کرنا چاہئے کہ معاشرہ میں مساوات کے لئے گہری سوچ بچار ہونی ضروری ہے۔ ایک منصفانہ معاشرہ دراصل ایک مثالی اور معیاری معاشرہ ہوتا ہے جس میں امن، فراخدلی، مسرت و شادمانی اور سکون کا غلبہ ہو، ایسے مثالی معاشرہ کی بنیاد ہمارے صحیفوں رامائن میں موجود ہے اور رام راجیہ کے نظریہ سے جانی جاتی ہے۔

سوامی جی نے بتایا کہ رام راجیہ کوئی روایتی قصہ یا تخیل نہیں ہے۔ یہ ماضی کے دور اور مستقبل کی ایک تاریخی حقیقت ہے، رام راجیہ سچائی پر مبنی راما بھگوان کی تشکیل ہے اور اس کی بنیاد دھرما (تقویٰ) پر قائم ہے اور ہمارے صحیفے اس کے رہنما اصول ہیں۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ ایسے مثالی معاشرہ کی تشکیل کیونکر کی جاسکتی ہے؟ اِس کے جواب میں سوامی جی نے بتایا کہ معاشرہ کی تعمیر حکومت اور عام لوگ کرتے ہیں۔ لہٰذا ایسے معیاری معاشرہ کی تشکیل کے لئے دونوں جانب سے کوشش ہونی چاہئے۔ ایک معیاری حکومت کا قیام ہونا ضروری ہے جس میں حکمران اور رعایا میں والدین اور بچوں جیسا رشتہ ہو۔ جس میں عوام کی اپنے مسائل کے حل کے لئے حکومت تک بلا روک ٹوک رسائی ہونا لازمی ہے اور حکمران اپنی رعایا کے لئے ذمہ داری اور خلوص سے فرائض ادا کریں۔

اُنہوں نے بتایا کہ ایک منصفانہ معاشرہ میں ہر شخص کی عملی شراکت ضروری ہے۔ انسان معاشرہ کے وجود ہیں، اُن کی سرگرمیاں اور اُن کا رہن سہن، معاشرہ سے منسلک ہے۔ اگر ہماری باطنی زندگی مضبوط اور مستحکم ہو تو ہماری ظاہری یا معاشرتی زندگی بھی بہتر ہوتی ہے۔

عیسائیت کا نقطۂ نظر

کچنر شہر سے تعلق رکھنے والے ریورینڈ ڈاکٹر پریسٹن پارسن
Rev. Dr. Preston Parsons
نے عیسائیت کا نقطۂ نظر پیش کیا، ریورینڈ پارسن
St. John the Evangelist
چرچ کے نگران پادری ہیں۔ یہ Anglican چرچ کچنر شہر کے وسط میں واقع ہے۔ آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ، معروف شخصیت ہیں، ماضی میں کیلی فورنیا اور وِنی پیگ میں خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ منصفانہ معاشرہ کیسے تشکیل دیا جائے، اِس موضوع کے آغاز میں آپ نے مقدس بائبل کی چند آیات پیش کیں:

"اس لئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نئی مخلوق ہے، پُرانی چیزیں جاتی رہیں۔ دیکھو وہ نئی ہوگئیں۔ اور سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں جس نے مسیح کے وسیلہ سے اپنے ساتھ ہمارا میل مِلاپ کرلیا اور میل مِلاپ کی خدمت ہمارے سپرد کی۔ مطلب یہ کہ خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل مِلاپ کرلیا اور اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمہ نہ لگایا اور اُس نے میل مِلاپ کا پیغام ہمیں سونپ دیا ہے۔"
(2-کرنتھیوں 5:17-19)

آپ نے فرمایا کہ عیسائی صحیفوں سے لی گئی یہ آیات عیسائیوں کو منصفانہ معاشرہ کی تشکیل پر سوچ بچار کے لئے ایک نتیجہ خیز تصرف عطا کرتی ہیں، ڈاکٹر پارسن نے اِن آیات کا حوالہ اس لئے دیا تاکہ اُس تعلق کو واضح کیا جاسکے جو خداوند نے مسیح سے قائم کیا اور اس رشتہ کے ذریعہ عیسائیوں کو اپنی زندگی اور انصاف کے حصول کا کیسے ماخذ بنانا ہے۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ نے ایک عملی مثال بیان کی جس کا تجربہ آپ نے کچنر کے سینٹ جان چرچ میں کیا۔ خاص طور پر اپنی آبادی میں کسی کی زیرنگرانی عادی منشیات کا استعمال۔

اُنہوں نے واضح کیا کہ ان آیات میں سینٹ پال یہ بات یقینی بتانا چاہتے ہیں کہ کسی انسانی عمل پر بات کرنے سے پہلے یہ یقین کرنا ضروری ہے کہ خدا نے مسیح کی تخلیق میں وہ سب کچھ مکمل کرلیا جو وہ چاہتا تھا۔

موضوع کی گہرائی میں جاتے ہوئے ڈاکٹر پارسن نے فرمایا کہ سینٹ پال یہ بھی جانتے تھے کہ زندگی کے بارے میں ہمارا تجربہ یا شاید صرف غیر معمولی طور پر ہمیشہ، مفاہمت کا تجربہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ انسان اتنا ضرور کرتا ہے کہ خدا کی قدرت سے تمام لوگوں کی مفاہمت کے تکمیل شدہ کام اور اُس پر نازل کی گئی تمام نعمتوں کے مقصد اور پیغام کو بیان کرتا ہے۔

یہودی مذہب کا نقطۂ نظر

گولف شہر کے ڈاکٹر مائیکل گرینڈ
Professor Dr. Michael Grand
نے موضوع کے حوالہ سے یہودی مذہب کا نقطۂ نظر پیش کیا۔ ڈاکٹر مائیکل لمبے عرصہ سے بین المذاہب مذاکروں میں سرگرم نظر آتے ہیں۔ آپ پچھلے 45 سالوں سے گولف شہر کی یہودی کمیونٹی کے ممبر ہیں، Beth Isaiah Synagogue کے صدر ہیں اور گولف یونیورسٹی میں Adolescent Psychology کے پروفیسر ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ سمجھنے کے لئے کہ منصفانہ معاشرہ کی تشکیل کے لئے کن مراحل سے گزرنا ہوتا ہے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ "منصفانہ" سے دراصل ہماری کیا مراد ہے۔ اِس کے لئے ہم عبرانی بائبل یعنی تورات اور حضرت موسیٰ کے اپنی اُمت کے لئے احکامات سے رجوع کرتے ہیں جب وہ کنعان کی بستی میں داخل ہو رہے تھے "تم انصاف، انصاف کی ترغیب دو" یہ انصاف ہی ہے جو لوگوں کے معاشرتی احوال کی بنیاد بنتا ہے اور کسی کام کی بنیاد میں احساس، وضاحت اور تفصیل سے شامل ہوتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ تورات اور ہمارے علماء کے پیش کردہ تین ہزار سال پرانے مختلف حوالہ جات کے مطابق ایسے معاشرہ کی تشکیل اِس صورت میں ممکن ہے اگر تین بنیادی اقوال کو عالمی طور پر اپنا لیا جائے۔

لہٰذا منصفانہ معاشرہ کی تشکیل کے لئے پہلا اصول یہ ہے کہ ہم

سب قادرِ مطلق کی نظر میں برابر ہیں، ہمارے لئے لازمی ہے کہ ایسے حالات پیدا کریں جس میں ہر ایک کو برابر کے مواقع حاصل ہوں،نسل پرستی ،معاشرتی درجہ بندی،عقیدہ یا مذہب کی بنیاد پر پابندی ہرگز قابلِ قبول نہ ہو۔معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں میں یکساں مواقع ہوں خواہ وہ تعلیم ہو، رہائش ہو،حفظانِ صحت ہو یا خوراک۔ہرشخص کو اِس قسم کا تحفظ مہیا ہوجس کی اُسے اس دنیا میں رہنے کے لئے ضرورت ہو۔

دوسرا اصول یہ ہے کہ آدم کی اولاد کی حیثیت سے ہر شخص خداتعالیٰ کی ہستی کی رمق اپنے اندر رکھتا ہو۔ہر انسان کے روحانی رشتہ کی وجہ سے اُس کا احترام لازمی ہے، ہرجاندار قیمتی ہے۔

تیسرا اصول یہ ہے کہ تمام مالی اسباب جو اِس دنیا میں ہمارے تصرف میں ہیں وہ درحقیقت ہمارے نہیں ہیں،تورات ہمیں تعلیم دیتی ہے کہ دنیا اور اُس میں موجود تمام مال و اسباب کا مالک خداتعالیٰ کی ذات ہے،ہم محض اُن چیزوں کے نگران ہیں،لہٰذا مطلب صاف ظاہر ہے کہ جب ہم ان مادی انعاموں کو دوسروں کی امداد کے لئے استعمال کرتے ہیں تو دراصل ہم اپنی ملکیت سے اُنہیں کچھ نہیں دے رہے ہوتے۔ہم صرف اُن نعمتوں کو اپنے تصرف سے اُن لوگوں کی مدد کے لئے منتقل کر رہے ہوتے ہیں جنہیں ضروریاتِ زندگی میں قلت ہوتی ہے۔

تورات ہمیں سکھاتی ہے کہ:

’’جیسے میں رحمدل ہوں،تمہیں بھی ویسے ہی رحمدل ہونا چاہئے، جیسے میں ہمدرد ہوں تمہیں بھی ہمدرد ہونا چاہئے۔‘‘

اپنے مضمون کو ختم کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایک منصفانہ دنیا کے لئے انصاف،تقویٰ اور حاجت روائی کی ضرورت ہے۔

قدیم روایتی مذاہب کا نقطۂ نظر

پروفیسر Malcolm Saulis نے موضوع کے اعتبار سے قدیم روایتی مذاہب کا نقطہ نظر پیش کیا۔ پروفیسر میلکم قدیم روایتی مذاہب کے مقبول عام اُستاد ہیں ۔آپ Wilfrid Laurier یونیورسٹی میں گذشتہ 35 سال سے روایتی مذاہب کی تدریس وتحقیق کے کام سے منسلک ہیں۔

آپ نے بتایا کہ روایتی مذاہب کی دنیا میں تخلیقِ کائنات کے مختلف عناصر میں تعلق کو تین صورتوں میں دیکھا جاتا ہے۔

(1) خالق کی موجودگی اور اُس سے رشتہ

(2) کائنات سے تعلق اور رشتہ

(3) روزمرہ زندگی میں قدیم باشندوں کا اپنے آباؤ اجداد سے رشتہ اور اُن کے وجود کا احساس۔

اِس کرہ ارض اور اس پر موجود تمام چیزوں پر جو انسانی زندگی کے استعمال میں آتی ہیں، ان کے لئے منصفانہ معاشرہ کا حل ان تین بڑے عناصر کے تجزیہ میں نمایاں ہے ۔اگر ہم تباہ کاری اور استحصال کا رویہ اپنائیں جس کا مظاہرہ عام طور پر ہم دنیا میں کرتے ہیں تو منصفانہ معاشرہ کی تشکیل ممکن نہیں۔یہ بہت آسان ہے کہ ہم انسانی تعلقات میں بھی وہی زبردستی اور تکلیف دہ رویہ اپنائیں جو ہم اِس زمین کے ساتھ اپناتے ہیں۔

آپ نے منصفانہ معاشرہ کی تشکیل کے عوامل کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ہم مندرجہ ذیل سوالات کے ذریعہ ان انسانی حرکات کی نشوونما اور اُنہیں بہتر طور پر سمجھنے کے عمل میں شریک ہوسکتے ہیں:

(1) اگر ہم خالقِ کائنات کے احکامات پر عمل کریں تو منصفانہ انسانی رشتوں کے کیا نتائج ہوں گے؟

(2) اگر ہم اپنی زندگیوں میں کائنات کے وجود کی طاقت اور حوصلہ کا احساس ساتھ لے کر چلیں تو انسانی رشتوں کے کیا نتائج ہوں گے؟

(3) ہمارے آباؤ اجداد منصفانہ معاشرہ کی تشکیل کے لئے ہمیں کس سمت میں لے جائیں گے؟

مذہب اسلام کا نقطۂ نظر

مذہب اسلام کی نمائندگی جماعت احمدیہ وان کے مربی اور مشنری مولانا امتیاز احمد سراء صاحب نے کی۔اس سے قبل آپ غانا اور آٹو اہ میں مشنری کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔علمی ذوق ہے اور تحقیق و تدقیق میں مہارت رکھتے ہیں۔

آپ کو Power & Influence Magazine کی طرف سے 25 انتہائی مقتدر نوجوان کینیڈین کا درجہ دیا گیا۔

آپ نے فرمایا کہ بعض اوقات ہم زندگی میں ایسی صورتحال کا سامنا کرتے ہیں جہاں ہمیں عدل اور خود اپنی عزت نفس میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوتا ہے یا اپنے کسی دوست یا عزیز کا دفاع کرنا ہوتا ہے۔ ایسے مواقع پر انسان منطقی طور پر ثابت کرتا ہے کہ وہ انصاف دوست ہے یا نہیں۔اسلامی نقطہ نظر بیان کرنے کے لئے آپ نے قرآن کریم کی سورۃ النساء کا حوالہ پیش کیا جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی نگہبان ہے ۔پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا عدل سے گریز کرو۔اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلوتہی کر گئے تو یقیناً اللہ،جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔‘‘ (سورۃ النساء 136:4)

اُمت مسلمہ کو سچائی کی توثیق اور عدل کو قائم کرنے کے لئے اپنے اور اپنے اہل کے خلاف گواہی دینے کے لئے تیار رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

’’یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح،عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔‘‘ (سورۃ النحل 91:16)

یہ باہمی حقوق کی ادائیگی کے لئے ایک نمایاں اصول ہے۔عربی لفظ’ عدل‘ کا مطلب غیر مشروط انصاف ہے۔قرآن کریم فرماتا ہے:

’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اِس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔یقیناً اللہ اُس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔‘‘

(سورۃ المائدہ 9:5)

لہٰذا قرآن کریم مسلمانوں کو تمام فریقین سے جس میں دشمن اور مخالفین بھی شامل ہوں انصاف اور عدل کا حکم دیتا ہے۔یہ انصاف کا اعلیٰ ترین معیار ہے جو نہ انفرادی طور پر اور نہ اجتماعی طور پر دوسروں سے عداوت عدل وانصاف کی راہ میں رکاوٹ بنے۔

لیکن اسلام انصاف کی حد سے بڑھ کر رویہ کی تعلیم دیتا ہے یہ انسان کو بلند و بالا مقام پر دیکھنا چاہتا ہے۔قرآن کریم کا قول ہے کہ اگر تم خلوص ومحبت کو پروان چڑھانا چاہتے ہو اور دنیا سے عداوت کو مٹانا چاہتے ہو تو تمہیں انصاف سے ایک قدم آگے بڑھنا ہوگا اور مہربانی اور احسان کے برتاؤ کو نافذ کرنا ہوگا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص کو دوسروں کے لئے وہی پسند کرنا چاہئے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہو۔ایک منصفانہ اور پُرامن معاشرہ کی تشکیل کے لئے اسلام وعدہ نبھانے کو بھی بہت

اہمیت دیتا ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں اُن کے حقدار کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔‘‘

(سورۃ النساء 59:4)

مضمون کو ختم کرتے ہوئے آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 28 اکتوبر 2016ء کے یارک یونیورسٹی میں خطاب ’’غیر منصفانہ دنیا میں انصاف‘‘ کا ایک اقتباس پیش کیا۔حضور انور فرماتے ہیں:

’’اگر ہم آج کے دور میں حقیقی امن کے متلاشی ہیں تو ہمارے لئے لازمی ہے کہ عدل کی راہ اپنائیں۔ ہمیں مساوات اور انصاف کا ساتھ دینا ہوگا۔ خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہمیں قرآن کریم کے قائم کردہ عدل کے عالمی معیار اپنانے چاہئیں۔ جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے انتہائی خوبصورت انداز میں فرمایا کہ ہمیں دوسروں کے لئے وہی پسند کرنا چاہئے جو ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ ہمیں دوسروں کے حقوق کے لئے اُسی عزم اور ذوق شوق سے سرگرم ہونا لازمی ہے جیسے ہم اپنے حقوق کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے ذہنی ادراک کو وسیع کرنا چاہئے اور دنیا کے لئے صحیح راہوں کی کھوج لگانی چاہئے بجائے اِس کے کہ ہم صرف اپنے لئے موزوں راہیں منتخب کریں۔ یہ عصرِ حاضر میں امن قائم کرنے کے طریق ہیں۔‘‘

غیر مذہبی عقائد کا نقطۂ نظر

غیر مذہبی تنظیموں کی نمائندگی کے لئے Doug Thomas تشریف لائے۔ ڈگ غیر مذہبی تنظیموں میں بہت معروف شخصیت ہیں، آپ سوسائٹی آف فری تھنکرز کے سرگرم ممبر ہیں اور مقامی لادینی کمیونٹی کے حقوق اور آزادی کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ ایک قومی ادارہ جو لادینی لوگوں سے امتیازی سلوک کے خلاف آواز اُٹھاتا ہے۔

Secular Connexion Seculiere(SCS)

کے صدر کی حیثیت سے آپ بڑی تندہی سے منصفانہ معاشرہ کے لئے کام کرتے ہیں۔

آپ نے بتایا کہ منصفانہ معاشرہ میں مندرجہ ذیل ضروری عناصر شامل ہیں:

منطق

کسی منصفانہ معاشرہ میں بلا جواز قوانین انصاف فراہم نہیں کر سکتے۔ ورنہ وہ ایک ظالمانہ ضابطہ بن جائیں گے۔

معیارِ اخلاق

معیارِ اخلاق قانون سازی میں ایک ضروری عنصر ہے، معاشرہ میں انصاف اور قوانین میں اصلاح کے لئے انسانی زندگی پر مبنی آٹھ اصول درج ذیل ویب سائٹ پر دستیاب ہیں:

www.sofree.ca

اعلیٰ وقار

معاشرہ کے لئے تمام جانداروں کو قدر و منزلت اور تکریم کی نگاہ سے دیکھنا لازمی ہے ورنہ منصفانہ معاشرہ تشکیل نہیں دیا جا سکتا۔

مساوات

عدم مساوات ناانصافی ہے، تمام افراد سے غیر مشروط طور پر برابری کا برتاؤ لازمی ہے۔ برابری کے سلوک کے علاوہ کسی اور رویہ کا کوئی جواز موجود نہیں۔

اُن کے خیال میں چونکہ بعد الموت زندگی کے کوئی شواہد موجود نہیں، لہٰذا موجودہ زندگی میں پیش آنے والی تکالیف کے صلہ میں دوسری زندگی کے بجائے منصفانہ معاشرہ اِسی زندگی میں آپ کو انصاف کے ثمرات سے نوازے گا۔ اُنہوں نے کہا کہ قوانین کا منصفانہ ہونا ضروری ہے۔ وہ منصفانہ ہونے چاہئیں اور منصفانہ نظر آنے چاہئیں، طریق کار میں شفافیت ہونی بھی ضروری ہے۔

سوسائٹی کے کسی ایک حصہ سے پاسداری بے انصافی کو جنم دیتی ہے یقیناً اُسی طرح جیسے ایک حصہ سے امتیازی برتاؤ۔ اُنہوں نے کینیڈا کے کریمنل کوڈ (b) 3193 کا حوالہ دیا جو ایسے نفرت انگیز اندازِ گفتگو اور تحریر/ مواد کی اشاعت کی اجازت دیتا ہے، جو کسی مذہبی متن کی توثیق کرتا ہو، جیسے کینیڈا کا قومی ترانہ غیر مذہبی لوگوں کو خارج کرتا ہے اور خیراتی کاموں کی اہلیت جو مذاہب کو خود بخود خیراتی ادارے بنا دیتی ہے۔

آپ نے کہا کہ سماجی انصاف قائم کرنے کے لئے سب سے اہم چیز تعلیم ہے۔

بحث کو سمیٹتے ہوئے آپ نے کہا کہ ایک غیر مذہبی شخص کو منصفانہ معاشرہ کی تشکیل کے لئے جواز/ منطق کو اپنا آلہ کار، معیارِ اخلاق کو اپنا نمونہ، اعلیٰ وقار کو اپنی کسوٹی اور مساوات کو اپنا ہدف بنانے کی ضرورت ہے۔ ایک لادین کا منصفانہ معاشرہ اسی زندگی میں موجود ہے جو ہماری ایک ہی زندگی ہے۔

سکھ مذہب کا نقطۂ نظر

کیمبرج شہر سے آئے ہوئے نودیپ سنگھ

Nav deep Singh

آپ سکھ مذہب کی نمائندگی کے لئے مائیک پر تشریف لائے۔ نودیپ سنگھ کیمبرج میں واقع سری گورو سنگھ سبھا گوردوارہ

Siri Guru Singh Sabha Sikh Gurdwara

میں چیئر پرسن اور ٹرسٹی کی خدمات بجا لاتے ہیں۔

آپ نے کہا کہ دنیا میں ہر شخص دوسرے سے مختلف ہے۔ لہٰذا جب اِس دنیا کی تخلیق کے بنیادی اصول تنوع پر مبنی ہیں تو ہمارے پیش نظر ایسا معاشرہ تشکیل دینے کا مشکل کام ہے جس میں رہنے والے تمام لوگوں کے لئے عدل و انصاف مہیا ہو۔

آپ نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ سکھوں کے دائمی زندگی رکھنے والے گورو گوروگرنتھ صاحب جی ایسے تمام سوالات کا جواب دیتے ہوئے کمزوریوں اور نامعلوم مشکلات کے بارے میں ہمیں بتاتے ہیں، اُس میں پوشیدہ وجوہات اور سب سے اہم ایسی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے حل پیش کرتے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ آج کے سوال کے حل کو سمجھنے کے لئے آیئے وسیع سطح پر سوسائٹی کے ڈھانچے کے لئے سکھ فلسفہ پر نظر دوڑائیں، ایسی سوسائٹی جو چار حصوں میں یعنی معاشی، معاشرتی، سیاسی، مذہبی تقسیم کی جا سکتی ہو۔ گوروگرنتھ صاحب جی بیان کرتے ہیں کہ ہماری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے معاشی آسودگی کی ضرورت ہوتی ہے اور اپنی روزمرہ کے لئے سخت محنت کرنے میں عار نہیں ہونی چاہئے۔

گوروگرنتھ جی ہمیں بتاتے ہیں کہ نفسانی خواہشات، انا، نسبت/لگاؤ، لالچ اور دنیا میں پھیلا ہوا قہر، ہماری معاشرتی زندگی میں عدم توازن پیدا کرتا ہے اور انسان کو ابتلاؤں میں ڈالتا ہے۔ معاشرتی خوشحالی میں اضافہ کے لئے ہمیں روحانی دانشمندی کے ساتھ روشن خیالی کی ضرورت ہے اور ایسی دانشمندی صرف ملائکہ اور اولیاء کی صحبت میں مل سکتی ہے۔

اُنہوں نے کہا کہ سکھ فلاسفی اس بات پر زور دیتی ہے کہ قائدین میں عاجزی اور بے نفسی کی خوبیاں ہونی چاہئیں۔ گوروگرنتھ صاحب جی فرماتے ہیں کہ صرف اُس شخص کو تخت پر بیٹھنا چاہئے جو اِس کے اہل ہو۔

آپ نے گورو کی تعلیمات پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے بتایا کہ

ہمارے گورو مستقل یاد دہانی کرواتے ہیں کہ ہمیں تمام بنی نوع کی جسمانی، ذہنی اور روحانی بہتری کے لئے زندگی بھر جدوجہد کرتے رہنا چاہئے (کرت کرو، نام جپو، ونڈ چکو) اور دوسروں کے حقوق کی خاطر اپنی جان قربان کرنے سے بھی گریز نہ کریں۔ سکھ رہنماؤں نے لنگر کا نظام بھی شروع کر رکھا ہے، کمیونٹی کے لئے بلا معاوضہ کھانا جو لوگوں میں ایک دوسرے پر مسلط ہونے اور ماتحتی کے جذبہ کو نظرانداز کرتا ہے۔

آخر میں آپ نے سکھ فلاسفی بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم سب دنیا کے بے پایاں سمندر کے پانی کا ایک قطرہ ہیں، اور ہم سب کا ایک ہی ماخذ ہے، اِک اونکار، سچ، یا واہے گورو ہے، اور اِس بات کا انحصار ہم پر ہے کہ ہم اُس وسیلہ کو خدا، کائنات یا توانائی کی کسی شکل کا نام دیں۔ عام طور پر ہم سب کے لئے یہ مشترک ہے۔ ایک سکھ کی منزل یہ ہے کہ پوری وفاداری کے ساتھ اُس واحد عالمی طاقت سے محبت کرے، تمام صورتوں میں اُس طاقت پر غور کرے اور بالآخر تمام قوتوں کی اِس واحدانیت سے محبت کرے۔ ہم سب مل کر ایسا کرنے سے منصفانہ معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں۔

اختتامی حصہ اور سوال و جواب

کانفرنس کا سب سے دلچسپ حصہ سوال و جواب کی محفل تھی جو تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی اس حصہ میں میر مجلس

Ms .Angela Veith

نے نمائندگان سے حاضرین کے جمع شدہ سوالوں میں سے وقت کی تنگی کے باعث صرف دو دو سوال کئے، حسب سابق بقیہ سوالات متعلقہ نمائندگان کو بھجوا دیئے گئے اور جوابات کانفرنس کی ویب سائٹ پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

آخر میں ورلڈ ریلیجن کانفرنس کی آرگنائزنگ کمیٹی کے صدر محترم نعمان مبشر صاحب نے آرگنائزنگ کمیٹی کے ممبران، 70 سے زائد رضا کاروں، نمائندگان اور میڈیا کے تمام ارکان کا شکریہ ادا کیا۔

محترم سلیم اختر فرحان کھوکھر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مذاہب کے نمائندگان اور میر مجلس کو اعزازی تختیاں پیش کیں اور اجتماعی دُعا کے ساتھ 39 ویں مذاہب عالم کانفرنس کے اختتام کا اعلان کیا۔

اِس تقریب میں 600 سے زائد حاضرین شامل ہوئے جس میں اکثریت غیر مسلم احباب وخواتین کی تھی۔

اِس کانفرنس کی مکمل کاروائی ویب سٹریم پر دیکھی اور سُنی گئی، اس کے علاوہ تقریب کے بعد پرنٹ میڈیا، ریڈیو اور ٹی وی چینلز نے بڑے موٴثر انداز میں تقریب کی رپورٹ پیش کی۔

اِس کانفرنس کی مکمل ویڈیو

www.worldreligionsconference.org

پر دیکھی اور سُنی جاسکتی ہے۔

کانفرنس کے بارے میں چند حاضرین کے تاثرات

ورلڈ ریلیجن کانفرنس میں دلچسپی رکھنے والے بہت سے احباب و خواتین نے تقریب کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا جن میں سے چند قارئین کے لئے پیش کئے جارہے ہیں:

Angela Veith

تقریب کی میر مجلس (Moderator) مس انجلا نے کہا کہ:

''میں آپ اور آپ کی ٹیم کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنھوں نے اِس سال WRC کی میر مجلس کے فرائض کے لئے مجھے موقع دیا، میں نے واقعی اِس تجربہ سے بہت لطف اُٹھایا۔ کچھ حیرت انگیز لوگوں سے میری ملاقات ہوئی اور میں نے بہت کچھ سیکھا۔ کانفرنس کی کاروائی بہت عمدہ اور بلاشبہ بہت مقبول تھی۔ میں اُمید کرتی ہوں کہ میں آئندہ سال 40 ویں کانفرنس میں بھی شامل ہوں گی۔ کامیاب کانفرنس کے انعقاد پر مبارک باد قبول کریں۔''

ایک معزز مہمان نے کہا کہ:

''ایک بہت ہی باموقع موضوع تھا۔ نائب امیر (فرحان کھوکھر صاحب) کا تعارفی تبصرہ نہایت عمدہ تھا، خاص طور پر مشترک قدروں کی تلاش۔ اور کانفرنس کے موقع پر جو کھانا پیش کیا بہت لذیذ تھا۔''

Maureen Inch نے کہا کہ:

''مجھے مقررین کے کھلے ذہن اور اُن کے جوابات کا غور وفکر بہت پسند آیا۔ اِس کانفرنس میں دوستی اور سمجھ بوجھ کی روح مجھے پسند آئی۔ منتظمین کی فراخدلی شاندار تھی۔''

Bebe Nazim Shah نے کہا کہ:

''مجھے تمام مذاہب کی دعائیں پسند آئیں۔ جب عیسائی گیت گایا جارہا تھا تو میں جذباتی طور پر متاثر ہوئی اور میرے آنسو نکل آئے۔ مجھے اسلامی گیت سے روشن خیالی ملی۔ میں قدیم روایتی مذاہب کی ڈرم کے ساتھ دُعا سے روحانی طور پر متاثر ہوئی کانفرنس بہت پسند آئی۔''

Sylvia Michm نے کہا کہ:

''میرے علم میں اضافہ کا موقع دینے اور یہ اُمید دلوانے کا شکریہ کہ منصفانہ معاشرہ ناگزیر ہے!۔''

Jasmine Barker نے کہا کہ:

''مجھے یہ تنوع! یہ دوستانہ روش! یہ جذبہ! پسند آیا۔ ہم بڑی شدت سے آئندہ سال کی تقریب کے منتظر ہیں! یہ بہت حیرت انگیز رہا! اِس تقریب کے انعقاد کا شکریہ! ''

Navdeep Singh نے کہا کہ:

''آج یہ موقع فراہم کرنے کا شکریہ۔ آپ کی مہمان نوازی کا شکر گزار ہوں، تقریب بہت خوبصورتی سے ترتیب دی گئی تھی، اتنا عمدہ قسم کا قابلِ تعریف کام جو سالوں سے جاری ہے۔''

دین کے خادموں کے لئے ریل کی آمد

یہ امر قابل ذکر ہے کہ حال ہی میں واٹرلو ریجن نے واٹرلو اور کچنر میں Light Rail Transportation پراجیکٹ کا پہلا حصہ مرحلہ مکمل کر لیا ہے۔ لائٹ ریل کا یہ سسٹم واٹرلو یونیورسٹی تک پھیلا ہوا ہے۔ تقریب میں شامل ہونے والے بہت سے مہمان جن میں میر مجلس Ms.Angela Vieth بھی شامل ہیں، ورلڈ ریلیجن کانفرنس میں شرکت کے لئے اِسی ریل پر تشریف لائے۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے جلسہ مذاہب عالم کے عمومی تصور کا نقشہ کھینچتے ہوئے مجموعہ اشتہارات میں بہت سے وسائل اور جدید ایجادات کا ذکر فرمایا ہے جو اسلام اور ایسے اجتماعات کی خدمت پر مامور ہوں گے۔ آپؑ نے مذاہب کی تحقیق کے لئے خاص طور پر ریل اور تار برقی کا ذکر کیا، آپؑ فرماتے ہیں:

''۔۔۔ جو مذاہب کی تحقیق اور تدقیق کے لئے ضروری ہیں۔ پھر اس پر زیادہ رحمت الٰہی یہ ہے کہ ہر ایک فریق اپنی مذہبی کتابوں کا پورا پورا سامان اپنے پاس رکھتا ہے۔ اور ایک گروہ دوسرے گروہ سے گو کیسی درمیان بُعد مسافت ہو، بڑے آرام سے ملاقات کر سکتا ہے۔۔۔۔ دین کے خادموں کے لئے کئی طور سے خادم پیدا ہوگئے ہیں۔ چنانچہ سفر کے لئے ریل خادم ہے جس کی سواری پہلے زمانے کے بادشاہوں کو بھی میسر نہیں آئی اور خبروں کو جلد پہنچانے کے لئے برقی تار خادم ہے۔۔۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ 193)

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ مذاہب کو اس کے اغراض ومقاصد کو حاصل کرنے والا بنائے اور عالم شرکاء کے لئے رشد وہدایت کا موجب بن جائیں۔

Rev. Dr. Preston Parsons

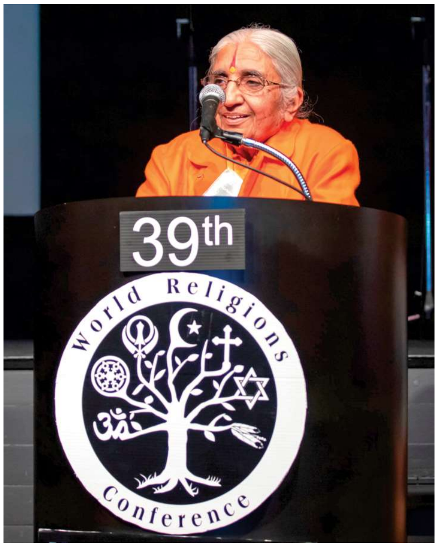

Chaitanya Jyoti سوامی

فرحان کھوکھر

امتیاز احمد سرا

Prof. Malcolm Saulis

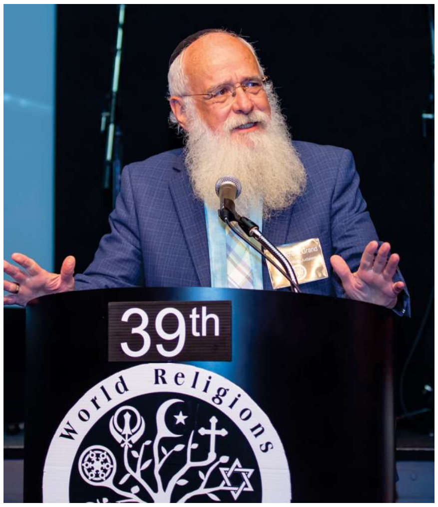

Dr. Miaechal Grand

Clarence Cachagee

Navdeep Singh

Dugh Thomas

واٹرلو یونی ورسٹی میں بین المذاہب کانفرنس میں بچے اور بچیاں قرآن کریم کی آیت کے متعلق منظوم پیش کر رہے ہیں

واٹرلو یونی ورسٹی میں بین المذاہب کانفرنس کے مقررین

کانفرنس کے مقررین کے ساتھ سوال و جواب کی ایک محفل

نعمان مبشر بین المذاہب کانفرنس کے مقرر Navdeep Sigh سے ہاتھ ملاتے ہوئے

کانفرنس میں شرکاء قومی ترانہ کے احترام میں کھڑے ہیں

مقررین کے ساتھ کانفرنس کے رضا کار

واٹرلو یونی ورسٹی میں بین المذاہب کانفرنس کے بازار اور ریفرشمنٹ کی چند جھلکیاں

نعمان مبشر نام پیش کرتے ہوئے Angela Veith modertpr ،نبیل رانا ،فرحان کھوکھر

نعمان مبشر Plaque کے لئے مقررین کے نام پیش کرتے ہوئے نبیل رانا ،فرحان کھوکھر ،امتیاز احمد سرا

واٹرلو یونی ورسٹی میں بین المذاہب کانفرنس کے سامعین

مقررین کے ساتھ کانفرنس کے منتظمین

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

دعائے مغفرت

☆ مکرم پروفیسر کنور شعیب باجوہ صاحب

9 نومبر 2019ء کو مکرم پروفیسر ڈاکٹر کنور شعیب باجوہ صاحب ملٹن ایسٹ جماعت 77 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ 10 نومبر کو مسجد بیت الاسلام میں نماز مغرب کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی سلسلہ وان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ 11 نومبر کو نیشنول قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔ شدید سردی اور برفباری کے باوجود جنازہ اور تدفین کے مواقع پر کثیر تعداد میں عزیزوں اور احباب جماعت نے شرکت کی۔ آپ مکرم چوہدری عزیز احمد باجوہ صاحب سیشن جج لاہور کے صاحبزادے تھے۔ مکرم پروفیسر صاحب ایف سی کالج لاہور میں انگریزی کے پروفیسر اور صدر شعبہ تھے اور چالیس سال تک تعلیم و تدریس سے وابستہ رہے۔ علم و ادب سے گہرا تعلق تھا۔ ایف سی کالج کے اساتذہ اور طلباء میں بے حد مقبول تھے۔ آپ مکرم کنور ادریس صاحب ہوم سیکرٹری سندھ کے چھوٹے بھائی تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ نیک، صالح، ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے صدق و وفا اور محبت کا گہرا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ تسنیم کوثر باجوہ صاحبہ، دو بیٹے مکرم عثمان شعیب باجوہ صاحب، مکرم یاسر شعیب صاحب اور دو بیٹیاں محترمہ عاصمہ احمد مہار صاحبہ اہلیہ مکرم زبیر احمد مہار صاحب اور محترمہ آمنہ موعود صاحبہ اہلیہ مکرم موعود احمد صاحب یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ امۃ الباسط صاحبہ

11 نومبر 2019ء کو محترمہ امۃ الباسط صاحبہ اہلیہ مکرم رفیق احمد وریاہ صاحب مرحوم وان نارتھ جماعت 76 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ 13 نومبر کو مسجد بیت الاسلام میں نماز مغرب کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی سلسلہ وان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ 14 نومبر کو نیشنول قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔ شدید سردی کے باوجود ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں عزیزوں اور احباب جماعت نے شرکت کی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالح، ہمدرد، خیر خواہ اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے وفا اور محبت کا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحومہ کے دو پوتے مکرم مولانا لقمان احمد صاحب، مکرم مولانا علی رضا احمد صاحب اور ایک نواسہ مکرم مولانا نعمان خالد صاحب مربی سلسلہ ہیں۔

مرحومہ نے پسماندگان میں پانچ بیٹے مکرم نثار احمد صاحب، مکرم مختار احمد صاحب، مکرم عبدالستار احمد صاحب، مکرم حماد احمد صاحب وقف زندگی ہیں اور جامعہ احمدیہ کینیڈا کی ابتداء سے بے لوث خدمت میں مصروف ہیں، مکرم سجاد احمد صاحب اور ایک بیٹی محترمہ کیفہ باجوہ صاحبہ کے علاوہ دو بھائی مکرم خالد احمد باجوہ صاحب وڈبرج اور مکرم امجد احمد باجوہ صاحب پیس ویلیج ویسٹ یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم صاحبزادہ فاضل لطیف صاحب

12 نومبر 2019ء کو مکرم صاحبزادہ فاضل لطیف صاحب مالٹن جماعت 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحوم، مکرم صاحبزادہ حافظ محمد طیب لطیف صاحب کے صاحبزادے اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کابل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ مرحوم کو مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ کو نصف سے زائد قرآن کریم حفظ تھا۔ کئی سال تک نماز تراویح اور جمعہ کی نماز پڑھاتے رہے۔ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد و خیر خواہ اور دعا گو تھے۔ مالی اعتبار سے کئی طلباء، یتیم بچیوں کی شادی و بیاہ میں مدد کی۔ کینیڈا کے خیراتی اداروں کی مالی معاونت کی۔ آپ کو خلافت سے والہانہ عقیدت اور محبت تھی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ وحیدہ فاضل لطیف صاحبہ، ایک بیٹا مکرم صاحبزادہ خلیل لطیف صاحب و بہو محترمہ عائشہ سیدہ لطیف صاحبہ امریکہ، دو بیٹیاں محترمہ امۃ المصور اعجاز صاحبہ اہلیہ مکرم پیرزادہ اعجاز احمد صاحب مالٹن، محترمہ عائشہ ندیم صاحبہ اہلیہ مکرم ندیم نجم صاحب پیل ویلج اور چار بھائی مکرم صاحبزادہ جمیل لطیف صاحب امریکہ، مکرم صاحبزادہ امجد لطیف صاحب ٹورانٹو، مکرم صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب امریکہ، مکرم صاحبزادہ عبدالحی لطیف صاحب امریکہ اور ایک ہمشیرہ محترمہ امۃ الہادی ناصر صاحبہ اہلیہ مکرم مشتاق احمد ناصر صاحب مرحوم بریمپٹن یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم عطاء الکریم مبشر صاحب

13 نومبر 2019ء کو مکرم عطاء الکریم مبشر صاحب ویسٹن نارتھ ایسٹ جماعت 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ محترم میاں اللہ دتہ صاحب آف کرتو ضلع شیخوپورہ کے صاحبزادے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک، صالح، ہمدرد اور خیر خواہ تھے چندوں کی ادائیگی کا بہت فکر رہتا تھا۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے وفا اور محبت کا تعلق تھا۔

مرحوم اپنے بیٹے لطف الرحمٰن محمود صاحب ویسٹن نارتھ ایسٹ کے ہاں مقیم تھے۔ ماشاء اللہ بیٹے، بہو محترمہ شکیلہ رحمٰن صاحبہ مرحومہ، پوتے مکرم جاذب احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا اور بیٹی محترمہ امۃ المتین ظفر صاحبہ نے بہت خدمت کی۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ صفیہ عطا صاحبہ، دو بیٹے مکرم عطاء المنان صاحب پاکستان، مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب ویسٹن نارتھ ایسٹ جماعت دو بیٹیاں محترمہ امۃ الکریم صاحبہ جرمنی، محترمہ امۃ المتین ظفر صاحبہ ویسٹن ساؤتھ، دو بھائی مکرم عبدالسلام منور صاحب ریکسڈیل اور جماعت احمدیہ کے مشہور شاعر مکرم عبدالکریم قدسی صاحب امریکہ یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ و تدفین

15 نومبر کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز جمعہ کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مکرم صاحبزادہ فاضل لطیف صاحب اور جماعت احمدیہ کے مشہور شاعر مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کے بھائی مکرم عطاء الکریم مبشر صاحب کی

نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے فوراً بعد بریمپٹن میموریل قبرستان میں ان دونوں کی تدفین ہوئی اور مکرم مولانا شاہ رخ عابد صاحب مربی سلسلہ بریمپٹن نے دعا کرائی۔ ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں عزیز و اقارب اور احباب جماعت نے شمولیت کی۔

☆ محترمہ شاکرہ منہاس صاحبہ

17 نومبر 2019ء کو محترمہ شاکرہ منہاس صاحبہ ملٹن ایسٹ جماعت 74 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 19 نومبر کو مسجد بیت الحمد میں نماز عشاء کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ 20 نومبر کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم عبدالقادر عودہ صاحب وقفِ زندگی نے دعا کرائی۔ مرحومہ، مکرم محمد اعظم صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں اور مکرم صوفی محمد شفیع صاحب راولپنڈی کی صاحبزادی تھیں۔ واہ کینٹ میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق پائی۔ آپ نیک، صالح، ہمدرد، خیر خواہ اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے وفا اور محبت کا تعلق تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحومہ نے ایک بیٹا مکرم مدثر احمد صاحب، بہو محترمہ بینا مدثر صاحبہ اور ایک پوتی محترمہ حرا مدثر صاحبہ ملٹن یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ صالحہ بانو صاحبہ

29 جولائی 2019ء کو محترمہ صالحہ بانو صاحبہ اہلیہ شریف احمد خاں صاحب مرحوم کراچی 82 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند دعا گو خاتون تھیں۔ خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔ آپ، محترمہ روحی بانو صاحبہ اہلیہ مکرم مطیع الرحمٰن راحیل صاحب پیس ولیج ویسٹ کی والدہ تھیں۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مرحومین کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، ان کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور اپنے خاندان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ از امن کا راستہ: وطن سے وفاداری

کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے۔"

(رسالہ الانذار۔ صفحہ 69 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، جلد 2 صفحہ 246)

وطن کی محبت میں ملکی قوانین کی پابندی کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"بعض جماعتیں ایسی ہیں جو بغاوت کی تعلیم دیتی ہیں۔ بعض قتل و غارت کی تلقین کرتی ہیں۔ بعض قانون کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتیں۔ ان معاملات میں کسی جماعت سے ہمارا تعاون نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ ہماری مذہبی تعلیم کے خلاف امور ہیں۔ اور مذہب کی پابندی اتنی ضروری ہے کہ چاہے ساری گورنمنٹ ہماری دشمن ہو جائے اور جہاں کسی احمدی کو دیکھے اسے صلیب پر لٹکانا شروع کر دے پھر بھی ہمارا یہ فیصلہ بدل نہیں سکتا کہ قانونِ شریعت اور قانونِ ملک کبھی توڑا نہ جائے۔ اگر اس وجہ سے ہمیں شدید ترین تکلیفیں بھی دی جائیں تب بھی یہ جائز نہیں کہ ہم اس کے خلاف چلیں۔"

(روزنامہ الفضل قادیان۔ 6 اگست 1935ء جلد 23 نمبر 31 صفحہ 10 کالم 3)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو اور پھر اولوالامر یعنی اپنے سرداروں، حکومت وغیرہ کی اطاعت کرو۔ اس میں حکومتی نظام بھی آ جاتا ہے اور نظامِ جماعت بھی آ جاتا ہے۔ اور خلافت کی اطاعت تو ان دونوں سے اوپر ہے کیونکہ خلافت اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو ہی قائم کرتی ہے۔ اور نظام جماعت خلافت کے تابع ہے۔ اور یہ خلافت کی خوبصورتی ہے کہ بعض دفعہ اگر نظام جماعت کو چلانے کے لئے مقرر کردہ کارکنوں اور افراد جماعت کے تعلق میں کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے، کوئی تنازعہ پیدا ہو جائے تو خلیفۂ وقت اسے دور کرتا ہے۔ یہ اس کے فرائض میں شامل ہے۔ یہاں یہ بھی واضح ہو کہ جیسا کہ میں نے کہا کہ خلافت کی اطاعت حکومت سے بھی اوپر ہے تو کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ خلیفۂ وقت ملکی قوانین کی سب سے زیادہ پابندی کرتا ہے، کرنے والا ہے اور کروانے والا ہے۔"

(خطباتِ مسرور، جلد 12، صفحہ 730-731)

دعا ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں پر چلتے ہوئے اپنے ملک اور اولوالامر سے مکمل وفاداری نبھانے والے ہوں۔ آمین

بے ناغہ ماہ بماہ مدد اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے کی جاتی ہے

ارشاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔۔۔

ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدرِ وسعت مدد دینی چاہئے۔ تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔ اگر بے ناغہ ماہ بماہ ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، 19، صفحہ 83)

خدمت کا انمول موقع

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا کے حصہ اردو کے لئے Graphic Designer & Layout کی ضرورت ہے۔ براہ کرم ایسے نوجوان جو رضاکارانہ خدمتِ دین کا جذبہ رکھتے ہوں اس انمول موقع سے فائدہ اٹھائیں اور مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب چیف ایڈیٹر احمدیہ گزٹ سے رابطہ فرمائیں۔

Tel-416-602-7781

Email:

hadialichaudhary@gmail.com